تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم — یکم اکتوبر ۱۹۹۷ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

حرائے زیست کی تنہائیاں تلاش کرو

علامہ شبیر بخاری

دل و نگاہ کی رعنائیاں تلاش کرو — سکندروا نئی دارائیاں تلاش کرو

عبث ہیں معصیت روز و شب کے ہنگامے — حرائے زیست کی تنہائیاں تلاش کرو

جہالتوں کے اندھیروں سے موند لو آنکھیں — دلوں میں ڈوب کے دانائیاں تلاش کرو

یہ سطح آب کے ہیں خار و خس یہ کچھ بھی نہیں — گہر تلاش ہو گہرائیاں تلاش کرو

نظام خیر توانا سے ہو توانا تر — حیات نو کی توانائیاں تلاش کرو

اٹھو عزیمت تسخیر شش جہات کریں — افق افق نئی پہنائیاں تلاش کرو

خرد کی شعبدہ بازی کو آبرو نہ ملی — دیار شوق کی رسوائیاں تلاش کرو

وہ جن کے نالوں سے سینے تڑپ اٹھیں — سکوت شب میں وہ شہنائیاں تلاش کرو

جو خار دشت طلب میں ہوں آبلے نالاں — گلوں کی انجمن آرائیاں تلاش کرو

جو رزم گاہ میں شبیر کامرانی ہو
تو بزم کی سخن آرائیاں تلاش کرو

شمارہ : ۳۲ — قیمت : ۲ روپے

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

مخلوق خدا

حال ہی میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا' جس نے تقریباً ساری دنیا میں ذہنی ہلچل مچادی۔ اس واقعہ کا سبب ٹریفک حادثہ تھا جو بذات خود معمہ بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چین کے علاوہ شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں ہر مرد و زن نے اس حادثے پر دکھ کا اظہار نہ کیا ہو۔ ممکن ہے چین میں بھی اسے محسوس کیا گیا ہو لیکن شاید اس کا برملا اظہار نہ ہو سکا۔ کیسا واقعہ تھا جس نے ہزاروں نہیں' لاکھوں نہیں' کروڑوں نہیں' اربوں انسانوں کو بے اختیاری طور پر اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ نہ رنگ و نسل کا امتیاز رہا' نہ فاصلے حائل ہوئے اور نہ ہی مذہبی تعصب آڑے آیا۔ ردعمل فقید المثال ہی نہیں منفرد بھی تھا۔ انسانی جان کے نقصان پر دکھ نے محبت کا راز افشا کر دیا' خدمت نے عظمت دلادی' نفرتیں دم توڑ گئیں' غرور کے برج ٹوٹے اور دنیا کئی دن محو حیرت عش عش کرتی رہی۔ وہ کونسی اچھائی تھی جس نے کئی برائیوں کو ڈھانپ لیا۔ صرف ڈھانپ ہی نہ دیا بلکہ عوام الناس کی نظر میں برائیاں اچھائی کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ یہ واقعہ برطانیہ کے شاہی خاندان کے ولی عہد شہزادہ چارلس کی مطلقہ لیڈی ڈیانا کا ٹریفک حادثے میں موت کا ہے۔

شادی کے بعد لیڈی ڈیانا کی مقبولیت اس روایتی آؤ بھگت سے کچھ زیادہ نہ تھی جو ایک شاہی خاندان کے فرد کو حاصل ہوتی ہے۔ البتہ جب اس خاتون کے اپنے خاوند سے تعلقات بگڑنا شروع ہوئے تو برطانیہ کے پریس نے تفصیل کے ساتھ اس معاملے پر روشنی ڈالنا شروع کر دیا۔ طرفین نے ایک دوسرے پر الزامات عائد کئے' حتیٰ کہ جب ڈیانا نے ایک غیر محرم سے اپنے جنسی تعلقات کا اعتراف کر لیا تو اس کے خاوند شہزادہ چارلس نے اسے طلاق دے دی۔ برطانوی عوام الناس نے اس پر شدید ردعمل کا اظہار کیا' جس نے برطانیہ میں بادشاہت کے تقدس کو بری طرح مجروح کیا۔ طلاق ہونے کے بعد ڈیانا نے تمام وضع داریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آزاد زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ پریس نے اسی انہماک سے ڈیانا کا پیچھا کیا اور اس کے پرائیویٹ لمحات کو منظر عام پر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ڈیانا کی یہ حرکات جہاں ملکہ انگلستان اور ان کے خاندان کے لئے شدید ذہنی اذیت کا باعث بنیں وہاں خود ڈیانا کی اپنی ساکھ کو خاصا دھچکا لگا اور عوام الناس کی نظر میں اس نے اپنا مقام کھو دیا۔ البتہ فلاحی کاموں میں مخلصانہ دلچسپی لے کر ڈیانا نے پھر سے اپنے وقار کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ۱۵۰ فلاحی اداروں کی بھرپور سرپرستی کی۔ ان اداروں کا بار بار دورہ کیا۔ بیمار اور معذور افراد کا حتی الامکان سہارا بنی اور بچوں کی طرف خصوصی توجہ دی۔ ڈیانا کی اس دلچسپی کا ذکر تو اخبارات میں باقاعدہ طور پر ہوتا رہا مگر اس کی مخلصانہ خدمت نے عوام الناس کے دل میں کیا مقام پیدا کر دیا ہوا تھا اس کا صحیح اندازہ کسی کو بھی نہ ہو سکا' شاید خود اسے بھی اس کا پورا ادراک نہیں تھا۔ بہرصورت اچانک ایک روز ٹریفک حادثے میں ڈیانا کے مرجانے کی خبر ٹیلی ویژن کے ذریعے ساری دنیا میں پھیل گئی۔ پاکستان میں غریب و امیر کی زبان پر' چھوٹے بڑے کی زبان پر اس حادثے کا ذکر ہونے لگا۔ بھلا ہمارا اس خاتون سے کیا تعلق تھا۔ نہ رنگ و نسل کا' نہ زبان کا' نہ اخلاقی اقدار کا اور نہ ہی مذہب کا۔ اگرچہ بعض معتبر شخصیات نے ڈیانا کی اسلام پسندی کا ذکر کیا مگر وہ تو محض زیب داستان تھی۔ دراصل وہ ڈیانا کی موت پر اپنے جذبات کو روک نہ سکے لہٰذا اس کی اسلام پسندی کی چاشنی سے اپنے بیان کو عوام میں قابل قبول بنانا چاہا۔ یہی حال لیبیا کی طرح بعض دوسرے اسلامی ممالک کا بھی تھا۔

حادثے کی اطلاع کے فوراً بعد پہلا ردعمل تو افسوس کا ہی تھا کہ ڈیانا اچانک چل بسی۔ تاہم تھوڑی ہی دیر بعد اس واقعہ کا اصل روپ اس وقت نمایاں ہونے لگا جب فرانس کے ہسپتال کے باہر جہاں ڈیانا کی لاش پڑی تھی اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے عوام کا سیلاب امڈ آیا۔ عوام کے اس بے ساختہ اظہار عقیدت نے اونچے طبقے کے تعلق داروں کی آنکھیں کھول دیں۔ کیا یہ کوئی کم ثبوت ہے کہ شہزادہ چارلس جس نے ڈیانا کو طلاق دے کر رد کر دیا ہوا تھا' بنفس نفیس ڈیانا کی لاش کو لندن لے جانے کے لئے فرانس آیا۔ دنیا نے دیکھا کہ جب ڈیانا کے جسد خاکی کو آخری رسومات کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو ملکہ الزبتھ نے اپنے شاہی محل کے سامنے کھڑے ہو کر نہ صرف اس کا استقبال کیا بلکہ روایتی انداز میں سر جھکا کر اظہار عقیدت بھی کیا۔ برطانوی روایت کو توڑ کر شاہی محل کا جھنڈا بھی سرنگوں ہوا۔ آخر ایسا کیوں ہوا کہ تمام اندازے غلط نکلے اور تمام روایات پٹ گئیں۔ اس کی ایک اور صرف ایک وجہ تھی کہ مخلوق خدا نے ڈیانا سے بے پناہ محبت کا اظہار کیا جو غالباً اس صدی میں کسی اور سے نہ کیا ہو اور نہ ہی مدت تک کسی اور کے نصیب آئے۔ انگلینڈ میں نچھاور کرنے کے لئے پھول ختم ہو گئے۔ ٹنوں کے حساب سے پھول دوسرے ممالک نے جہازوں پر بھجوائے۔ پھولوں کے گلدستے رکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہی۔ ایسے میں انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ عوام نے ڈیانا سے اتنی والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار کس لئے کیا۔ وہ تو دنیا سے چلی گئی۔ اس نے یہ سب کچھ نہیں دیکھا بلکہ حادثے میں لگے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے سسک سسک کر جان دے دی۔ اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ عوام کی جانب سے یہ سب کچھ اس احسان کا بدلہ تھا جو ڈیانا نے اللہ کی نادار مخلوق سے کیا تھا۔

ہمارے لئے بھی اس واقعہ کی تفصیل و توجیہہ میں واضح سبق ہے۔ وطن عزیز کے خوشحال لوگوں کو چاہئے کہ وہ مخلوق خدا سے پیار کریں۔ اسی میں دنیا و آخرت کا بھلا ہے۔ یہ مال و دولت' یہ رتبہ و شوکت اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اس میں نادار کا حق ہے جو بن مانگے ادا کر دینا چاہئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری سڑکوں پر معذور' اپاہج اور ضعیف مرد و عورت خیرات کے لئے منت و سماجت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ اسلام میں ہاتھ پھیلانا منع ہے۔ اگر ان غریب' مظلوم' مستحق اور نادار لوگوں کے دکھ کا کوئی مداوا نہیں تو آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے والے لوگ ارباب اقتدار سے یہ کیوں نہیں کہتے کہ ان تمام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں دریاؤں میں پھینک دیں یا زہر دے دیں۔ آخر عیسائی ممالک میں کوئی اس طرح بھیک نہیں مانگتا۔ یہ منظر نہ برطانیہ میں دیکھنے کو آتا ہے نہ امریکہ میں' اور نہ ہی فرانس و جرمنی میں۔ کیا یہ طرۂ امتیاز صرف اسلام کا قلعہ کہلوانے والی مملکت خداداد کا ہے۔ کبھی فرصت ہو تو قرآن مجید کے تیسرے پارے کے چوتھے رکوع کا مطالعہ کر لیجئے۔

ایک تبصرہ' ایک موازنہ

ڈیانا کی وفا مرگ وفا تھی   بڑھی اک اور ظلمت ظلمتوں میں
بجھی اک خوبصورت شمع افسوس   معاصی کے بھیانک دھندلکوں میں

☆ ☆ ☆

ڈیانا محرم راز محبت   یہ عقدہ موت سے تیری کھلا آج
محبت امن کا باغ جناں ہے   محبت ہے حریم جاں کی معراج

(علامہ شبیر بخاری)

ادارِیہ

عاکف سعید

نسخہ شفا یا پروانہ موت؟

یوں تو وطن عزیز پاکستان میں اخلاقی گراوٹ اور بددیانتی و دھوکہ دہی کے مظاہر چہار سو نظر آتے ہیں اور اقوام عالم پر اگر نگاہ دوڑائیں تو اس معاملے میں بعض دیگر ممالک بھی اگر پاکستان کے ہم پلہ نہیں تو بہت حد تک آس پاس کھڑے دکھائی دیتے ہیں لیکن ادویات میں ملاوٹ اور جعلی ادویات جیسا مکروہ دھندا شاید اتنے بڑے پیمانے اور اس درجے دیدہ دلیری کے ساتھ دنیا کے اور کسی ملک میں نہ ہوتا ہو جیسا کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں ہو رہا ہے ــــ چند ٹکوں کے حصول کے لئے علاج کے نام پر مضرِ صحت ادویات فروخت کر کے مریض کی جان سے کھیلنا اور بیماری کے ہاتھوں پریشان اور سسکتے مریضوں کو شفایابی کا جھانسہ دے کر قبر کے دہانے تک پہنچا دینا اخلاقی پستی اور گراوٹ کی اس انتہا کی نشاندہی کرتا ہے جس میں صرف وہی لوگ ملوث ہو سکتے ہیں جن کی بداعمالیوں اور سیہ کاریوں کے سبب ان کی فطرت اس درجے مسخ ہو چکی ہو کہ وہ درندگی میں بڑے بڑے خونخوار جانوروں کو کہیں پیچھے چھوڑ چکے ہوں' اور جن کی شیطنت کے سامنے ابلیس کی شیطنت بھی ماند پڑتی دکھائی دیتی ہو۔ یہ بدترین خلائق کہلانے کے حقدار لوگ انسانیت کے نام پر بدنما داغ اور "اسفل سافلین" کے مصداق کامل ہیں۔ افسوس کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اس طرح کے انسان نما بھیڑیئے جا بجا پائے جاتے اور دندناتے پھرتے ہیں۔

اس گھناؤنے دھندے میں ملوث لوگوں کا ایک طریق واردات یہ سامنے آیا ہے کہ وہ اخبارات کے ہفتہ وار میگزین میں پورے پورے صفحے کے اشتہارات شائع کراتے ہیں جن میں اپنی تیار کردہ ادویات کے بارے میں تہلکہ آمیز انداز میں اشتہار بازی کی جاتی ہے۔ دیرینہ امراض میں مبتلا مریضوں کو یقینی شفایابی کے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں' اپنی دوا کو "جادو اثر" بتایا جاتا ہے۔ اشتہار میں مزید جان پیدا کرنے کے لئے فرضی مریضوں کے تحسین آمیز جعلی خطوط شائع کئے جاتے ہیں جن سے یہ تاثر دینا مقصود ہوتا ہے کہ پاکستان کے طول و عرض میں اس ادارے کی ادویات بڑے پیمانے پر استعمال کی جا رہی ہیں اور مختلف پیچیدہ امراض کے علاج میں ادارے کے تجویز کردہ نسخے اور تیار کردہ ادویات نہایت کارگر ثابت ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی ان دواؤں کے اجزائے ترکیبی کی لمبی چوڑی فہرست دی جاتی ہے جن میں ایسی ایسی جڑی بوٹیوں کا ذکر ہوتا ہے جن کا نام بھی پڑھنے والے نے پہلے کبھی نہیں سنا ہوتا۔ پرانے اور پیچیدہ امراض میں مبتلا مصیبت کا مارا مریض اس اشتہار بازی سے مرعوب ہو کر لپک کر وہ دوا خریدتا ہے جو ان مخصوص میڈیکل سٹورز پر ملتی ہے جن کی فہرست اس اشتہار میں درج ہوتی ہے۔ یہاں سے اس قابل رحم مریض کی بدقسمتی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اچھی خاصی خطیر رقم خرچ کر کے جو دوا وہ حاصل کرتا ہے اس کے استعمال سے اگرچہ آغاز میں بظاہر مرض میں افاقہ اور تکلیف میں کمی ہوتی ہے لیکن فی الحقیقت وہ دوا مریض کی صحت کی بحالی کا ذریعہ نہیں بنتی' اس کی صحت کو مزید برباد کر کے اسے قبر کے گڑھے تک پہنچانے کا سامان کرتی ہے ــــ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس "جادو اثر" دوا میں "کارٹی سون" کا آمیزہ شامل ہوتا ہے جو اگرچہ life saving drugs میں شمار ہوتی ہے لیکن یہ بات مسلّم ہے کہ اس کا مسلسل استعمال انسانی صحت کے لئے انتہائی خوفناک نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ اس دوا کا مسلسل استعمال انسان کے اندرونی جسمانی نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے اور چند ہفتوں کے اندر اندر بے چارہ مریض موت کے کنارے پہنچ جاتا ہے ــــ مریض کے لئے اس معاملے میں سب سے بڑا ٹریپ یہ ہے کہ اس دوا کے استعمال کے نتیجے میں ابتداء میں مریض تکلیف میں نمایاں کمی اور مرض میں افاقہ محسوس کرتا ہے۔ اس دوا کی "اثر انگیزی" مریض کے اطمینان کا موجب بنتی ہے اور وہ پوری دلجمعی کے ساتھ تجویز کردہ دوا کا کورس مکمل کرنے کا اہتمام کرتا ہے' خواہ اس کے لئے اسے قرض لے کر ہی وہ دوا کیوں نہ خریدنی پڑے! ــــ اس غریب کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس دوا کی صورت میں اپنے لئے شفایابی کا نہیں موت کا سامان خرید رہا ہے۔ دوا کا کورس مکمل کرنے کے بعد جو بالعموم چھ سات پیکٹوں پر مشتمل ہوتا ہے' مریض کے جانبر ہونے کی توقع امید موہوم ہی قرار دی جا سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ خون ناحق کس کی گردن پر ہے۔ شفا کی امید میں موت خریدنے والا کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کرے؟

ہم نے یہ ساری باتیں کسی خیال یا وہم کے زیر اثر تحریر نہیں کیں' ذاتی تجربہ کی بنا پر رقم کی ہیں۔ یہ واقعہ راقم کے قریب ترین عزیزوں میں پیش آیا کہ ایک اخباری اشتہار سے متاثر ہو کر پرانے دمے کی "جادو اثر" دوا اشتہار میں بتائے گئے قریبی میڈیکل سٹور سے خریدی گئی۔ ابتدا میں اس کے استعمال سے غیر معمولی افاقہ محسوس ہوا۔ اشتہار میں دوا کی چھ شیشیوں کا کورس تجویز کیا گیا تھا جن میں سے ہر شیشی ۳۲ گولیوں پر مشتمل تھی۔ دو شیشیاں استعمال کرنے کے بعد خیال آیا کہ دوا کا تجزیہ کرایا جائے کہیں اس میں کارٹی سون شامل نہ ہو۔ لیبارٹری سے تجزیہ کرایا گیا تو یہ بھیانک حقیقت سامنے آئی کہ یہ جادو اثری فی الواقع کارٹی سون ہی کی مرہون منت تھی۔ دوا ترک کرنے کے بعد اس کے بدترین after effects سامنے آئے۔ اچھا بھلا چلتا پھرتا مریض شدید بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور جان کے لالے پڑ گئے ــــ اللہ کا خصوصی کرم ہوا کہ بروقت حقیقت منکشف ہو گئی' ورنہ دوا کا کورس اگر مکمل کر لیا جاتا تو جان کا بچنا محال تھا ــــ طرفہ تماشا یہ ہے کہ دوا کی پیکنگ پر دوا تیار کرنے والی لیبارٹری کا فرضی نام تو درج ہے لیکن لیبارٹری کا پتہ کہیں درج نہیں ہے۔ ایسی نامعلوم بلکہ مجہول النسب لیبارٹری کی تیار کردہ دوا میڈیکل سٹورز پر کھلے بندوں فروخت کی جا رہی ہے!!

یہ دھندا ہمارے ملک میں اتنے وسیع پیمانے پر اور کھلم کھلا ہو رہا ہے کہ اس کی ہلاکت خیزی کے تصور سے دل خون کے آنسو روتا ہے۔ علامہ اقبال کے اس شعر سے اسلوب بیان مستعار لیتے ہوئے کہ ؎

کیا نہیں کوئی غزنوی کارگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

ہم یہاں ارباب اقتدار سے یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا یہاں کوئی مضبوط ہاتھ ایسا نہیں ہے جو انسانی جانوں سے کھیلنے والے ان مجرموں کے گریبانوں کو پکڑ سکے اور انہیں ایسی عبرتناک سزا دلوا سکے کہ پھر کسی کو یہ دھندا کرنے کی جرات نہ ہو؟ کیا ہر گلی اور محلے میں موجود ان میڈیکل سٹورز پر چھاپہ مار کر انہیں سیل کرنے والا یہاں کوئی آہنی ہاتھ موجود نہیں ہے جو کھلے بندوں ایسی ادویات فروخت کرتے ہیں جو غیر مستند ہی نہیں جعلی کمپنیوں کی تیار کردہ ہوتی ہیں اور جن کے پیکٹوں پر تیار کرنے والی لیبارٹری کا ایڈریس تک نہیں ہوتا؟ کیا ان سب مجرموں کو بے کس مریضوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے اور علاج کے نام پر ان کا قتل عام کرنے کا کھلا لائسنس دے دیا گیا ہے؟ ــــ آخر ہمارا ملکی قانون اور ہماری یہ "پولیس" کس مرض کی دوا ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ یہ دھندا مجرموں کی مقامی انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ملی بھگت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ملکی قانون میں یقیناً ایسا گھناؤنا دھندا کرنے والوں کے لئے سخت سزا ملے ہو گی لیکن یہ امر واقعہ ہے

کہ قانون کی تنفیذ کرنے والا ادارہ اگر خود کرپٹ ہو جائے تو محض قانون کا وضع کرنا ہرگز موثر نہیں ہوتا۔ ان حالات میں سخت سے سخت تر قانون کا بننا محض رشوت کے ریٹ میں اضافے کا موجب بنتا ہے' جرائم کی روک تھام کا ذریعہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جعلی ادویات کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث مجرموں کو' خواہ وہ جعلی ادویات تیار کرنے والے اداروں سے منسلک ہوں یا انہیں مارکیٹ میں کھلے بندوں میڈیکل سٹورز پر فروخت کرنے والے افراد ہوں' بر سرعام ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ آئندہ کوئی اس جرم کا ارتکاب کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ موجودہ حکومت اگر اس ضمن میں کوئی قدم اٹھا سکے تو یہ اس قوم پر احسان ہوگا۔ اگر دہشت گردی کے انسداد کے لئے خصوصی قانون سازی کی جا سکتی ہے اور خصوصی عدالتیں تشکیل دی جا سکتی ہیں تو موت کے ان سوداگروں کی سرکوبی کے لئے کوئی قدم کیوں اٹھایا نہیں جا سکتا!!

ہم یہاں اخبارات کے کردار پر بھی حرف زنی کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو اس قسم کے اشتہارات کو بلا تحقیق شائع کر کے عوام الناس کو ورغلانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان اخبارات کو اگر معاونت جرم کا مرتکب قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا ـــــ کون نہیں جانتا کہ اس نوعیت کے نوے فیصد اشتہارات دھوکہ دہی پر مبنی ہوتے ہیں جو بالعموم کسی نام نہاد حکیم' جعلی ہومیوپیتھ ڈاکٹر یا جعلی لیبارٹری کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ اخبارات کے مالکان کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ایسے اشتہارات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور بلا تحقیق ان کی اشاعت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اخبارات قومی مفادات کے محافظ ہوتے ہیں۔ اپنے اس رول کو ہر معاملے میں مقدم رکھ کر ہی وہ قومی زندگی میں کوئی مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ OO

دعا کی درخواست

تنظیم اسلامی راولپنڈی شہر کے رفیق جناب خورشید عالم صاحب کی نوزائیدہ بچی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس بچی کو والدین کے لئے اخروی اجر' رضائے الٰہی اور آخرت میں ذریعہ شفاعت بنائے' جملہ رفقائے تنظیم سے دعا کی درخواست ہے۔ (مرسلہ : شمس الحق اعوان)

Quarterly Journal of the Qur'an Academy
The Qur'anic Horizons
Editor: Dr. Israr Ahmad
Price Per Issue: Rs. 30/- Annual Subscription: Rs. 105/-
Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an: 36-K, Model Town, Lahore-54700

گوشہ خلافت

"خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کا مفہوم

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "خطبات خلافت" سے ایک اقتباس

نبی اکرمؐ نے ایک حدیث مبارک میں اپنے زمانے سے لے کر قیامت تک پانچ ادوار کا ذکر کیا ہے۔ ہماری پوری تاریخ اس حدیث میں سمٹ کر آ گئی ہے۔ مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت ہے جسے حضرت نعمانؓ بن بشیر نے روایت کیا ہے : "تکون النبوہ فیکم ماشاء اللہ ان تکون' ثم یرفعھا اللہ اذا شاء ان یرفعھا" (مسلمانو!) تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ چاہے گا اس نبوت کو اٹھائے گا) پھر آپ ﷺ نے دوسرے دور کا ذکر کیا ہے : ثم تکون خلافہ علی منہاج النبوہ (پھر خلافت ہوگی منہاج نبوت پر) اس حدیث کے یہ الفاظ بہت قابل غور ہیں۔ اس دور کے لئے ہمارے ہاں معروف اصطلاح "خلافت راشدہ" ہے۔ تاہم یہ اصطلاح حدیث میں اس طرح نہیں آئی۔ ہاں "خلفاء راشدین" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں' جیسا کہ مشہور حدیث ہے : علیکم بسنتی وسنہ الخلفاء الراشدین المھدیین (میری سنت کا اتباع کرنا اور میرے خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کا اتباع کرنا تم پر لازم ہے)۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے معنی ہوں گے کہ "بعینہ نبوت کے نقش قدم پر خلافت"۔ یہ "بعینہ" کا لفظ خصوصی اہمیت کا حامل ہے' کیونکہ خلافت راشدہ میں وہ نظام جو محمد عربیؐ نے بنفس نفیس قائم کیا تھا وہ بعینہ' بتمامہ اور بکمالہ جوں کا توں قائم رہا ـــــ اس سلسلہ میں صرف ایک مثال دینا کافی سمجھتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد مبارک کے آغاز ہی میں مانعین زکوٰۃ کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ جیسے عظیم شخص نے بھی مصلحت اندیشی کا مشورہ دیا کیونکہ دو محاذ پہلے ہی کھلے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک محاذ پر رومیوں سے جنگ کے لئے جیش اسامہؓ کو یہ کہہ کر روانہ کر دیا تھا کہ اس لشکر کے بھیجنے کا فیصلہ خود نبیؐ نے کیا تھا اس کا علم خود دست مبارک سے باندھا میں اسے کیسے کھول سکتا ہوں۔ دوسرا محاذ جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف کھل چکا تھا' ان کے کفر میں کسی شک کی گنجائش نہ تھی' چنانچہ ان سے تو لڑنا ہی تھا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا "اب تیسرا محاذ نہ کھولئے" اس بات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ردعمل بڑا ہی سخت تھا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو بھی ڈانٹ پلا دی۔ یہ حضرت ابوبکرؓ ہی کا مقام ہے کہ حضرت عمرؓ جیسی ہستی کو وہ ڈانٹ سکتے تھے۔ صحابہؓ میں کسی اور کا یہ مقام نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا : اے عمرؓ تم جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے' اسلام میں آ کر بزدل بن گئے؟ (اجبار فی الجاھلیہ وخوار فی الاسلام؟) اور دوسری بات جو آپ نے فرمائی دراصل اسی کو بیان کرنے کے لئے یہ سارا واقعہ میں نے نقل کیا ہے۔ فرمایا : اینقص الدین وانا حی؟ (کیا میرے جیتے جی دین میں کمی کی جائے گی!) آپ نے مزید فرمایا "خدا کی قسم! اگر حضور ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ کے اونٹوں کے ساتھ یہ ان کو باندھنے کی رسیاں دیتے تھے مگر اب رسی دینے سے انکار کریں گے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا"۔

کمیونزم اب تو قصہ پارینہ بن چکا ہے' لیکن اس کے زوال کا آغاز نظریات میں ترمیم سے ہوا تھا۔ کہنے والے کہتے تھے کہ کمیونزم عالمی نظریہ کے بجائے روسی قوم پرستی (Russian Nationalism) کا لبادہ اوڑھ چکا تھا' چنانچہ تحریف کی ایک خشت کج نے پوری عمارت کو زمین بوس کر دیا۔ دور حاضر کی اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے موقف پر غور کریں۔ آپ نے اظہار مافی الضمیر میں فصاحت و بلاغت کی بھی حد کر دی۔ کہاں اونٹ اور کہاں اس کی رسی' لیکن جناب صدیق اکبر کو اتنی مداہنت یا ترمیم بھی گوارہ نہ تھی۔ آپ کے جذبات کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اعلان کر دیا تھا "خدا کی قسم اور کوئی میرے ساتھ جائے یا نہ جائے میں تن تنہا جاؤں گا اور ان سے جنگ کروں گا۔ آخر امت نے آپ کو "افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق" (بلاشبہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل) کا اعلیٰ مقام یونہی تو نہیں دے دیا تھا۔ آپ جیسا رقیق القلب انسان اس نازک موقع پر عزیمت و استقلال کا کوہ ہمالہ نظر آتا ہے۔

بہرحال اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خلافت علیٰ منہاج النبوہ کے معنی حقیقتاً ہیں کیا اور اس سے فی الواقع مراد کیا ہے۔ اسی خلافت کو عرف عام میں خلافت راشدہ کہا جاتا ہے"۔

نظم و ضبط' اصول پسندی' ذہانت و دیانت' جرات مندی' معاملہ فہمی' راستبازی اور وضع داری کا پیکر:

قائداعظم محمد علی جناح

مرزا ایوب بیگ' لاہور

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ بہتر سالہ بھرپور اور تاریخ ساز زندگی گزارنے کے بعد جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت انہیں الوداع کہنے کے لئے ان کے کمرے میں ان کی ہمشیرہ فاطمہ جناح اور ان کے ذاتی معالج کرنل الٰہی بخش کے علاوہ ڈاکٹر ریاض علی شاہ' ڈاکٹر ایم اے مستری اور نرس فلپس ڈینم موجود تھے۔ قائداعظم کے آخری الفاظ کیا تھے؟ اس پر کرنل الٰہی بخش' ڈاکٹر ریاضی علی شاہ اور فاطمہ جناح میں اختلاف ہے۔ کرنل الٰہی بخش کہتے ہیں کہ جب انہیں کورامین کا ٹیکہ لگا کر کہا گیا "کہ ہم نے یہ طاقت کا ٹیکہ لگایا ہے خدا کے فضل سے یہ جلد اثر کرے گا اور آپ اچھا محسوس کریں گے" اس پر قائد نے نفی میں سر ہلایا اور کہا "میں اب نہیں" اور یہ قائد کے آخری الفاظ تھے۔ کرنل صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھتے ہیں کہ "۱۰ بجے کچھ امید ہونے لگی' مگر ۱۰ منٹ بعد یہ امید مایوسی میں تبدیل ہونے لگی۔ ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر کلائی کی نبض محسوس نہ کی جا سکی۔ ٹیلی سکوپ دل پر رکھا تو کوئی آواز نہ آئی اور قائداعظم ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فاطمہ جناح کے مطابق آخری الفاظ کچھ یوں تھے۔ "فاطمی! خدا حافظ' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔" ڈاکٹر ریاض علی شاہ کے مطابق قائد کے آخری الفاظ "اللہ پاکستان" تھے۔ ان تینوں مختلف اقوال کو جمع کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زندگی کے آخری سانس لیتے ہوئے قائد کے دل و دماغ پر پاکستان ہی چھایا ہوا تھا۔

یوں تو تخلیق پاکستان کا پورا عمل حیرت انگیز اور محیر العقل واقعات سے بھرا ہوا ہے لیکن قائداعظم اور مسلمانان برصغیر کا باہمی تعلق ایسا منفرد تعلق ہے کہ کم از کم سیاسی میدان میں تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دنیا میں درجنوں نہیں' بلا مبالغہ سینکڑوں ایسے لیڈر پیدا ہوئے ہوں گے جو اپنی قوموں میں قائداعظم سے بڑھ کر ہر دلعزیز اور محبوب ہوں گے لیکن ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ قوم اپنے محبوب قائد کی زبان (انگریزی) نہ سمجھتی ہو اور قائد اپنی قوم کی زبان سے نا آشنا ہو' قوم کی تہذیب اور طرز معاشرت قائد کے طرز معاشرت' رہن سہن اور لباس سے یکسر مختلف ہو۔ قائداعظم نظم و ضبط کے سختی سے پابند تھے جبکہ قوم بحیثیت مجموعی نظم و ضبط سے عاری تھی' پھر بھی قائداعظم کے احکامات کے آگے سرنگوں ہو جاتی تھی اور اپنے قائد کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے کو تیار ہو جاتی تھی۔ قائداعظم بچپن سے سخت محنت کے عادی تھے۔ ان کے بچپن کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب انہیں رات کو دیر تک پڑھنے سے منع کیا گیا تو انہوں نے جواباً کہا کہ "اگر رات دیر تک پڑھوں گا نہیں تو بڑا آدمی کیسے بنوں گا"۔ سخت محنت' وقت کی پابندی' نظم و ضبط' اصول پسندی' دیانت' ذہانت و فطانت' سیاسی بصیرت' جرات مندی' معاملہ فہمی' راست بازی اور وضع داری جیسی صفات قائداعظم کے نحیف و نزار جسم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ یہ تمام اوصاف ان کی سوانح عمری پڑھنے والوں پر مختلف اوقات میں ہونے والے مختلف واقعات کے حوالے سے واضح ہو جاتے ہیں۔ ان تمام واقعات کا احاطہ کرنے کے لئے تو ایک کتاب درکار ہو گی البتہ چند چیدہ واقعات قارئین ندائے خلافت کی دلچسپی کے لئے یہاں رقم کئے جا رہے ہیں۔

عوامی رابطے کے سلسلے میں آپ ایک طوفانی دورے پر تھے۔ ایک سٹیشن پر گاڑی رکی اور گارڈ کی سیٹی کے باوجود گاڑی نے سٹیشن نہ چھوڑا۔ محمد علی جناح نے اپنے سیکرٹری سے گاڑی نہ چلنے کی وجہ دریافت کی۔ سیکرٹری نے بتایا "کہ لوگ آپ کے خطاب کے منتظر ہیں جبکہ اس سٹیشن پر پروگرام کے مطابق آپ کی تقریر نہیں ہے۔ لوگ ریل کی پٹڑی پر کھڑے ہیں کہ آپ خطاب کریں"۔ آپ نے کہا "ان لوگوں سے کہہ دو کہ گاڑی چلنے دو مجھے ایسے غیر منظم لوگوں کی ضرورت نہیں" لوگ یہ فیصلہ سنتے ہی پٹڑی سے ہٹ گئے کیونکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ قائداعظم ایک فیصلہ کر چکے ہیں تو وہ ناقابل واپسی اور ناقابل تردید ہو[illegible]

آپ کو مصنوعی پن اور منافقت سے شدید نفرت تھی۔ تقسیم ہند کے وقت جب ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں پر ظلم ڈھانے کا ابھی آغاز ہی کیا تھا اور صاف نظر آ رہا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی شدت میں اضافہ ہو جائے گا تو بعض لوگوں نے قائداعظم کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے پاس بھی اسلحہ ہونا چاہئے تاکہ وہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ لوگ چاہتے تھے کہ مسلمان اکثریتی علاقوں میں بھی اسلحہ تقسیم ہو جائے تاکہ وہ وہاں کی اقلیتوں پر جواباً مظالم ڈھائیں اور ہندوؤں کو سبق سکھایا جائے۔ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلے میں انہیں قائداعظم کا حکم مل جائے تو وہ اسلحہ کا بندوبست کر سکیں۔ قائداعظم نے یہ سب کچھ غور سے سنا اور پھر سختی سے فرمایا کہ "کیا تم لوگ مجھے منافق سمجھتے ہو کہ ایک طرف میں صلح کی اپیل پر دستخط کروں اور دوسری طرف تمہارے لئے ہتھیاروں کا بندوبست کروں میں ہرگز ہرگز بھی ایسی تحریک کی حمایت نہیں کر سکتا خواہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا غیر مسلموں کی طرف سے۔

آپ کو بذریعہ ٹرین لاہور آنا تھا اور غالباً سٹیشن پر ہی استقبال کرنے والوں سے خطاب کرنا تھا' عوام کا بے پناہ ہجوم تھا' قائداعظم کو کندھوں پر اٹھا لیا گیا یا حکم عدولی کی وجہ سے یا انتظامیہ کی حکمت عملی کے تحت تقریر کے لئے آسٹریلیا چوک کی مسجد میں لے گئے۔ مسجد میں جا کر لوگوں

> "مولانا محمد بخش مسلم بی اے نے قائداعظم سے کہا کہ دو قومی نظریہ تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے' جواباً قائداعظم نے حیرت سے کہا کہ مولانا! کیا واقعی ایسا ہے؟ دیکھ لیں کہیں یہ بھی مولویوں والی کھینچ تان ہی نہ ہو!"

نے قائداعظم سے تقریر کا مطالبہ کیا تو قائداعظم نے کہ میں منبر رسولؐ سے تقریر کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ اگر آپ مسجد میں تقریر سننا چاہتے ہیں تو پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میرے یہ ساتھی آپ کے سامنے تقریر کریں گے۔

آپ گاندھی کی طرح انتہائی غریب بستیوں میں رہائش اختیار کر کے اور تھرڈ کلاس میں سفر کر کے لیڈری چمکانے کے قائل نہ تھے۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان نے ایک ہندو سے کہا کہ ہمارا لیڈر تو ریل کا ڈبہ بک کرا کر سفر کرتا ہے جبکہ تمہارا لیڈر تھرڈ کلاس میں عام مسافروں کے ساتھ سفر کرتا ہے' اس پر ہندو کے منہ سے سچ نکل گیا کہنے لگا "لیکن ہمارے لیڈر کا سفر تمہارے لیڈر سے مہنگا ہوتا ہے"۔ گاندھی کا غریب بستیوں میں رہنا بھی ہندوؤں کو بہت مہنگا پڑتا تھا۔ آپ ریل کے ڈبے میں اکیلے سفر کر رہے تھے اس مرتبہ آپ کا سیکرٹری بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ ...دؤں نے سازش کے ذریعے چلتی گاڑی میں ایک نوجوان عورت داخل کر دی۔ اس نے قائداعظم کو کہا کہ اتنی رقم دو ورنہ شور مچادوں گی کہ تم نے میری عزت پر حملہ کیا ہے۔ قائداعظم نے اشارے سے کہا کہ وہ شور کی وجہ سے اس کی آواز سن نہیں پا رہے جو چاہتی ہو جلدی سے اس کاغذ پر لکھ دو۔ عورت نے سمجھا کہ میرے دام میں پھنس گئے ہیں اس نے ایک چٹ پر لکھ دیا۔ قائداعظم نے زنجیر کھینچ کر چٹ گارڈ کے حوالے کر دی۔

مولانا محمد بخش مسلم بی اے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قائداعظم سے ملاقات کے لئے گیا۔ دوران ملاقات میں نے قائداعظم سے کہا کہ دو قومی نظریہ تو قرآن میں بھی ہے۔ اس پر قائداعظم نے حیرت سے کہا "مولانا کہا یہ سچ ہے دیکھ لیں کہیں یہ مولوی والی کھینچ تان نہ ہو"۔

قائداعظم کے جن اوصاف کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے وہ ...ملی نہیں بلکہ یہ تمام تاریخی واقعات کے حوالے سے ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ آپ کی قوت فیصلہ اور سیاسی بصیرت نے کئی مواقع پر انگریز' ہندو مشترکہ سازش کو ناکام بنایا۔ برجستہ گفتگو اور فقرہ چست کرنے میں بھی آپ ماہر تھے اور آخری لیکن کمترین نہیں یہ کہ قوم کو ان پر مکمل اعتماد تھا اور انہوں نے کبھی قوم کے اعتماد کو دھوکہ نہیں دیا تھا۔

ان سب اوصاف کے باوجود قائداعظم ایک انسان ہی تھے' غلطیوں کا ارتکاب ان سے بھی ہوا۔ ہمارے ہاں یہ رویہ انتہائی غیر مناسب' غیر جمہوری اور غیر سطری ہے کہ ہم نے پاکستان میں بانی پاکستان پر تنقید کرنا تو کجا ان کی کسی غلطی کی محض نشاندہی کرنا بھی جرم عظیم قرار دیا ہوا ہے۔ ان سے محض اختلاف کرنے پر غداری اور ہندوؤں کا ایجنٹ ہونے کا طعنہ سننا پڑتا ہے۔ حالانکہ اختلاف صرف انبیاء سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انہیں وحی الٰہی کے ذریعے ہدایات حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ بزرگان دین سے بھی ادب و آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اظہار اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں قائداعظم کے تمام سنہری اصولوں کو جو انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا رکھے تھے' ان سے تو انفرادی اور اجتماعی سطح پر انحراف کیا گیا ہے البتہ ان کے بت کے پجاری' دانشوروں' صحافیوں اور سیاست دانوں کی صورت میں ہزاروں نہیں لاکھوں پیدا ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے یہ ذمہ داری سنبھال رکھی ہے کہ جو کوئی بھی اس لائن سے ہٹ کر تحریک پاکستان یا قائد کے حوالہ سے یعنی تعریفی اور تائیدی انداز کی بجائے تنقیدی نکتہ نظر سے بات کرے تو اس پر غدار یا کانگریس ذہنیت کی سٹیمپ لگادی جاتی ہے اس کے پاکستان میں رہنے کو ناحق قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ رویہ سراسر غلط ہے اور اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

> "یوں تو تخلیق پاکستان کا پورا عمل حیرت انگیز اور محیر العقل واقعات سے بھرا ہوا ہے لیکن قائداعظم اور مسلمانان برصغیر کا باہمی تعلق ایسا منفرد تعلق ہے کہ کم از کم سیاسی میدان میں تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے"

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

"تا ابد جلوۂ قرآن کی ضیاء باقی ہے"

ایک ایمان افروز نظم جو شعر و ادب کے فنی معیارات پر تو شاید پوری نہ اترے لیکن صاحب کلام کے فکر دینی کی صداقت اور جذبات ایمانی کی حدت کی آئینہ دار ضرور ہے

گلشن پاک میں زاغوں کی صدا باقی ہے
جو مسلماں کو مضر تھی وہ ہوا باقی ہے

اب بھی جاری ہے میرے دیس میں کالا دستور
راہبر کی وہی رہزن سے وفا باقی ہے

ساز افرنگ سے مسحور نہ ہو گا جب تک
گوش مومن میں اذانوں کی صدا باقی ہے

ہو نہ کیوں ملت اسلام کا روشن فردا
تا ابد جلوۂ قرآں کی ضیاء باقی ہے

دین و ایمان کی تجدید ہے ملت کا علاج
دعوت و نظم کا اکمال ابھی باقی ہے!

اس کو کیا خوف کسی غیر کا ہو گا صابر
جس کے دل میں بخدا خوف خدا باقی ہے

از : غلام صابر کاری
(ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ جنگلات)

افغانستان —— جغرافیائی اور تاریخی پس منظر

سرزمین افغانستان گزشتہ کم و بیش ۱۸ برسوں سے پورے عالم اسلام کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ۱۹۷۹ء میں روسی افواج کی افغانستان میں براہ راست مداخلت کے بعد یہاں غلغلہ جہاد اتنے اونچے آہنگ کے ساتھ بلند ہوا کہ اس کی پرہیبت گونج پوری دنیا میں سنائی دی۔ دینی مزاج کے حامل حلقوں کو غلبہ دین حق اور احیاء اسلام کے خواب کی تعبیر قریب نظر آنے لگی۔ گو پچھلے اٹھارہ برسوں کے دوران امید اور آس کا یہ دیا متعدد بار ٹمٹما کر بجھنے کے قریب ہوا لیکن اس کا تسلسل برقرار رہا' تا آنکہ افغانستان کے ایک بڑے حصے پر طالبان کی مستحکم حکومت کے قیام کے بعد امیدوں کے چراغ پھر روشن ہو گئے —— سرزمین افغانستان سے ہماری دلچسپی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ متعدد صحیح احادیث میں آخری دور میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے ضمن میں جن بشارتوں کا ذکر ہے ان میں خراسان کے نام سے جس علاقے کا بطور خاص ذکر ملتا ہے اس کا بڑا حصہ سرزمین افغانستان پر مشتمل ہے۔ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں "خراسان" کا اطلاق جن علاقوں پر ہوتا تھا ان میں ایران کے صوبہ خراسان کے علاوہ پورا موجودہ افغانستان بھی شامل تھا اور روس سے حال ہی میں آزادی حاصل کرنے والی وسط ایشیا کی بعض ریاستوں کے علاوہ پاکستان کا وہ شمالی علاقہ بھی جو "مالاکنڈ ڈویژن" کے نام سے معروف ہے' خراسان کا حصہ شمار ہوتا تھا۔ (ادارہ)

(ماخوذاز : انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا' اخذ و ترجمہ : سردار اعوان)

افغانستان جنوب وسطی ایشیاء کے قلب میں واقع ہے۔ رقبہ لگ بھگ ۲۵۱,۸۲۵ مربع میل ہے جو ہر طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ قریب ترین ساحل بحیرۂ عرب کا ہے جو جنوب میں تقریباً ۳۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کی طویل ترین ۱۱۲۵ میل لمبی سرحد مشرق اور جنوب کی جانب پاکستان کے ساتھ ملتی ہے۔ اس سے قدرے کم شمال میں ۱۰۵۰ میل لمبی سرحد ترکمانستان' ازبکستان اور تاجکستان سے متصل ہے۔ مغرب میں ۵۱۰ میل لمبی سرحد افغانستان کو ایران سے جدا کرتی ہے جب کہ ۲۰۰ میل لمبی سرحد پاکستانی جموں و کشمیر کے کچھ حصہ کے ساتھ ملحق ہے۔ ۵۰ میل کی سب سے چھوٹی سرحد انتہائی شمال مشرق میں ایک لمبی اور تنگ راہداری واخان کے سرے پر چینی سنکیانگ کے خود مختار علاقے یوگر کے ساتھ ملتی ہے۔ افغانستان کا دارالخلافہ اس کا سب سے بڑا شہر کابل ہے' جو ملک کے مشرقی اور وسطی حصے میں ایک تکون شکل کی وادی میں تقریباً ۵,۹۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

افغانستان کی سرحدیں ۱۹ویں صدی کے اواخر میں زیادہ تر برطانیہ اور روس کے درمیان مسابقت کے نتیجے میں وجود میں آئی تھیں۔

علاقہ

شکل و صورت: افغانستان کی شکل ایک پتے کی مانند ہے جس میں ڈنڈی کی حیثیت واخان کی پٹی کو حاصل ہے۔ افغانستان کی نمایاں جغرافیائی خصوصیت اس میں واقع ہندو کش کا پہاڑی سلسلہ ہے۔ یہ دشوار گزار سلسلہ شمال کے نسبتاً زرخیز صوبوں اور ملک کے باقی حصے کے درمیان حد فاصل قائم کرتا ہے اور افغانستان کے شمال مشرق سے جنوب مغرب کے مابین ایک بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کرتا ہے۔ کوہ ہندوکش کابل کے ۱۰۰ میل شمال میں پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اور بابا' بایان اور کوہ سفید وغیرہ کے ناموں سے مغرب کی جانب اپنا سفر جاری رکھتا ہے اور ان میں سے ہر ایک حصہ مختلف سمتوں میں اپنی شاخیں چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک شاخ ترکستان پہاڑ ہیں جو شمال مغرب کی جانب پھیل جاتا ہے۔ دوسرے اہم سلسلوں میں دریائے ہری کے جنوب میں کاسامرغ اور شمال میں حسار پہاڑ ہے' نیز جنوب مغرب کی جانب دو دشوار گزار سلسلے مزار اور خورد شامل ہیں۔ پاکستان کے ساتھ مشرقی سرحد پر کئی پہاڑی سلسلے واقع ہیں' جن کی وجہ سے بحرہند سے آنے والی ابر آلود ہوائیں افغانستان کے اندرونی علاقوں میں نہیں پہنچ پاتیں اور جس کی وجہ سے وہاں کی آب و ہوا خشک رہتی ہے۔

کوہ ہندوکش اور اس کے معاون سلسلے افغانستان کو تین واضح جغرافیائی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جنہیں وسط میں سطح مرتفع' شمال میں میدانی علاقہ اور جنوب مغرب میں میدان مرتفع کے نام دیئے جا سکتے ہیں۔ وسطی

سطح مرتفع میں کوہ ہندوکش کا پہاڑی سلسلہ شامل ہے۔ قریباً ۱۶۰,۰۰۰ مربع میل کا یہ علاقہ گہری تنگ وادیوں اور بلند وبالا پہاڑوں پر' جن کی بلندی بعض جگہ ۲۱۰۰۰ فٹ سے زائد ہے' مشتمل ہے۔ اونچے اونچے پہاڑی درے جو سطح سمندر سے عام طور پر ۱۲۰۰۰ سے ۱۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہیں' دفاعی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں کابل کے شمال مغرب میں واقع درہ شیبر (جہاں بابا پہاڑی سلسلہ ہندوکش سے ملتا ہے) اور کابل کے جنوب مشرق میں پاکستان کی سرحد پر درہ خیبر (جہاں سے برعظیم پاک وہند میں داخلہ ہوتا ہے) شامل ہیں۔ وسطی سطح مرتفع کے شمال مشرقی حصے میں بدخشاں کا علاقہ ان لگ بھگ ۵۰ زلزلوں کا مرکز ہے جو ہر سال ملک کے اندر رونما ہوتے ہیں۔

وسطی سطح مرتفع کے شمال کا میدانی علاقہ ایرانی سرحد کے مشرق کی جانب سے تاجک جمہوریہ کی سرحد کے قریب پامیر کی پہاڑیوں کے دامن تک پھیلا ہوا ہے۔ چالیس ہزار مربع میل کا یہ علاقہ میدانوں اور دریائے آمو (قدیم دریائے آکسس) کے رخ بتدریج ڈھلان پر مشتمل ذرخیز علاقہ ہے۔ یہ علاقہ وسط ایشیا کے وسیع دشت کا حصہ ہے جسے دریائے آمو نے اس سے علیحدہ کردیا ہے۔ یہاں اوسط اونچائی ۲۰۰۰ فٹ ہے۔ شمال کے میدانی علاقے میں خوب زراعت ہوتی ہے اور یہ نہایت گنجان آباد ہے۔ زرخیز مٹی کے علاوہ یہ علاقہ معدنی وسائل' خصوصاً قدرتی گیس کے ذخائر سے مالا مال ہے۔ وسطی سطح مرتفع کے جنوب میں جنوب مغرب کا میدان مرتفع' بلند میدانوں' ریتلے صحراؤں اور نیم صحرائی علاقوں پر مشتمل ہے جس کی اوسط بلندی ۳۰۰۰ فٹ کے قریب ہے۔ جنوب مغربی میدان مرتفع لگ بھگ ۵۰,۰۰۰ مربع میل پر محیط ہے جس کا ایک چوتھائی حصہ ریتلے ریگستانی صحرا پر مشتمل ہے۔ اس کے مغرب میں قدرے چھوٹا نمکین چٹیل میدان کا مارگو صحرا ہے۔ جنوب مغربی میدان مرتفع میں کئی بڑے دریا گزرتے ہیں' جن میں دریائے ہلمند اور اس کا اہم معاونی دریا ارغنداب شامل ہیں۔

افغانستان کا بیشتر حصہ ۲۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰ فٹ کے درمیان بلندی پر واقع ہے۔ شمال میں دریائے آمو کے ساتھ ساتھ اور جنوب مغرب میں دریائے ہلمند کا دھانہ کم وبیش ۲۰۰۰ فٹ بلند ہے جب کہ جنوب مغرب کے میدان مرتفع میں سیستان کا ۱۵۰۰ سے ۱۷۰۰ فٹ اونچائی کا علاقہ شاندار قدیم تہذیب کا مرکز تھا' جسے ۱۴ ویں صدی میں تیمور کے ہاتھوں تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

پانی کا اخراج

عملاً افغانستان کا سارا پانی ملک کے اندر ہی جذب ہو جاتا ہے۔ صرف مشرق میں ۳۲۰۰۰ مربع میل کا علاقہ ایسا ہے جس کا پانی دریاؤں کے ذریعے سمندر تک پہنچتا ہے۔ مشرق میں سب سے بڑا دریا' دریائے کابل ہے' جو پاکستان میں دریائے سندھ میں شامل ہو کر بحر ہند کے حصے بحیرہ عرب میں گرتا ہے۔ ان کے علاوہ ملک کے باقی تمام دریا وسط کے سطح مرتفع علاقے میں شروع ہو کر آس پاس کی جھیلوں اور ریتلے صحراؤں میں گم ہو جاتے ہیں۔ بڑے اور اہم دریاؤں میں آمو' ہلمند' کابل اور ہری شامل ہیں۔

پامیر کے برفانی تودے سے نکلنے والا ۱۵۷۸ میل طویل دریائے آمو ابتداء روس اور افغانستان کے درمیان ۶۰۰ میل لمبی سرحد کا کام دیتا ہے۔ اس کے دو افغان معاونی دریا کاؤ کچہ اور قندوز' بدخشاں کے پہاڑوں اور قندوز کے صوبے سے گزرتے ہیں۔ دریائے آمو روس میں واقع بحیرہ ارل میں گرتا ہے۔ شمال مغرب میں دریائے ہری ۹۰۰۰ فٹ کی بلندی سے بابا پہاڑ کی مغربی ڈھلوانوں سے نکل کر مغربی سمت ہرات کے بالکل جنوب سے گزرتا ہوا وادی ہرات کو عبور کرتا ہے۔ وادی کی زرخیز زمینیں سیراب کرنے کے بعد یہ دریا ہرات سے ۸۰ میل مغرب میں شمال کا رخ کرتا ہے اور افغانستان اور ایران کے درمیان ۶۵ میل لمبی سرحد قائم کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ وسط ایشیا میں داخل ہو کر صحرائے کراکم میں جذب ہو جاتا ہے۔

جنوب مغرب میں سب سے بڑا دریا' ۷۱۵ میل لمبا دریائے ہلمند ہے' جو کابل کے ۵۰ میل مغرب میں بابا پہاڑوں سے نکلتا ہے۔ اپنے کئی معاونی دریاؤں سمیت' جن میں خاص طور پر قابل ذکر دریائے ارغنداب ہے' ایک لاکھ مربع میل رقبے سے پانی جمع ہو کر اس میں آتا ہے اور سیری جھیل میں گرتا ہے۔ مند کے جنوبی حصے میں راستہ بناتا ہوا دریائے ہلمند ریگستان صحرا کے شمال میں گزرتا ہے اور پھر مارگو صحرا کو عبور کرتا ہے اور سیستان کے نشیب میں واقع موسمی جھیلوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

جنوب مشرق میں سب سے بڑا دریا' دریائے کابل ہے جو مزار کے پہاڑوں سے مشرق کی جانب بہتا ہوا پاکستان میں اٹک کے مقام پر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔ جنوب میں اس میں شامل ہونے والی اہم ندی لوگر ہے۔

افغانستان میں کوئی قابل ذکر حجم کی جھیل نہیں تاہم دو اہم جھیلیں جنوب مغرب میں جھیل سیری اور جنوب مشرق میں غزنی کے ۶۰ میل جنوب میں واقع نمکین جھیل استادہ موقور ہے۔ بابا پہاڑوں میں امیر جھیلوں کے نام سے پانچ چھوٹی چھوٹی جھیلیں ہیں جو اپنے غیر معمولی بدلتے ہوئے رنگوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ یہ جھیلیں تہ میں موجود چٹان کی مناسبت سے دودھیا سفید سے لے کر گہرے سبز رنگ تک مختلف رنگوں کا منظر پیش کرتی ہیں۔

مشاورتی وتربیتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

ان شاء اللہ العزیز

تنظیم اسلامی پاکستان کے تمام ملتزم رفقاء کا ایک چھ روزہ مشاورتی وتربیتی اجتماع
26 اکتوبر تا یکم نومبر 97ء قرآن کالج آڈیٹوریم
191۔ اتا ترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو گا۔

- پہلی نشست کا آغاز 26 اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عصر ہو گا اور اجتماع کا اختتام یکم نومبر بروز ہفتہ بعد نماز ظہر ہو گا۔
- تمام ملتزم رفقاء کے لئے اس اجتماع میں ہمہ وقتی شرکت اور قیام لازم ہو گا۔ قیام و طعام کا انتظام قرآن اکیڈمی / قرآن کالج لاہور میں ہو گا۔
- رفقاء کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ 26 اکتوبر اتوار کو بعد نماز ظہر تک قرآن اکیڈمی لاہور میں قائم استقبالیہ کیمپ میں پہنچ جائیں تاکہ وہ رہائش گاہ میں اپنا سامان رکھ کر اجلاس کی پہلی نشست میں بروقت شریک ہو سکیں۔

المعلن: عبدالرزاق' ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی پاکستان

تاریخ

افغانستان کو چار ثقافتی اور ماحولیاتی علاقوں مشرق وسطیٰ' وسط ایشیا' جنوبی ایشیا اور مشرق بعید کے ملاپ کا مقام ہونے کا درجہ حاصل رہا ہے۔

تاریخی شروعات (ساتویں صدی تک)

اکیمینیائی اور یونانی دور حکومت چھٹی صدی قبل مسیح میں اکیمینیائی حکمران' سائرس اعظم دوم نے اس علاقے پر اپنی حکمرانی قائم کرلی تھی۔ داریس (Darias) اعظم اول نے اپنی سلطنت کو مزید مستحکم کیا۔ سکندر اعظم نے ۳۲۷ ق م میں ہندوستان روانگی سے قبل اکیمینیائیوں کو شکست دے کر افغانستان کے بیشتر صوبے فتح کرلئے۔۔ ادھر لگ بھگ ۱۳۰ ق م میں خانہ بدوشوں کے ایک حملے کے نتیجے میں ای خانم (Ay Khanom) پر یونانی عہد حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

۳۲۳ ق م میں سکندر اعظم کی وفات کے بعد مشرقی صوبے سلیوسی خاندان کے زیر تسلط آئے' جو بابل میں بیٹھ کر یہاں حکومت کرتے رہے۔ قریباً ۳۰۴ ق م میں ہندو کش کے جنوب کا علاقہ شمالی ہندوستان کے موریہ خاندان کے قبضے میں چلا گیا۔ اشوک (۲۶۵ تا ۲۳۸ یا ۲۷۳ تا ۲۳۲ ق م) اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ تھا۔

کشن خاندان کی حکومت

لگ بھگ ۱۳۵ ق م میں وسط ایشیاء کے یوچہ (Yueh-chih) نام کے پانچ خانہ بدوش قبائل ان میں سے ایک قبیلے' کشن کی سرکردگی میں جمع ہوئے اور افغانستان کا علاقہ فتح کرلیا۔ دوسری صدی عیسوی میں کنسکا بادشاہ کے دور میں کشن خاندان کی حکومت کو عروج حاصل ہوا' جب اس کی سلطنت کی سرحدیں شمال وسطی ہندوستان میں بکتریا سے آگے متھورا تک اور وسطی ایشیاء میں چین تک جا پہنچی تھیں۔

کشن حکمران فن اور مذہب کے بڑے قدر دان تھے۔ شاہراہ ریشم کا بیشتر حصہ افغانستان سے گزرتا تھا جس کے ذریعے روم' ہندوستان اور چین کے درمیان سامان آسائش اور خیالات کا تبادلہ ہوتا تھا۔ بلخ اس آمد و رفت کا مرکز تھا۔ شاہراہ ریشم کے راستے ابتدائی عیسوی صدیوں میں ہندوستانی زائرین کے توسط سے بدھ مت چین پہنچا اور گندھارا آرٹ کو فروغ ملا۔ مہاتما بدھ کے دنیا کے سب سے بڑے مجسمے (۱۷۵ اور ۱۲۰ فٹ اونچے) تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں افغانستان کے وسطی علاقے بامیان میں پہاڑوں کی چٹان پر تراشے گئے تھے۔

ساسانی دور حکومت

کشن سلطنت میں کنشکا کا عالی شان دور حکومت تادیر قائم نہ رہا' اگرچہ ان کے بعد بھی کشن شہزادے صدیوں تک مختلف صوبوں میں حکومت کرتے رہے۔

فارس کے ساسانیوں نے ۲۴۱ء میں افغانستان کے بعض علاقوں پر اپنا تسلط قائم کرلیا' جس میں بگرام کا علاقہ بھی شامل تھا۔

(قرون وسطیٰ) (۷ویں سے ۱۸ویں صدی)

ہتھالیوں اور ساسانیوں کے دور میں بیشتر افغان شہزادے ہندوازم کے زیر اثر آگئے تھے۔ ہندو شاہی کابل اور غزنی کے علاقے میں مرتکز رہی۔ اس دور کی کھدائی کے مقامات پر ملنے والے آثار میں کابل کے شمال میں ایک بڑا ہندو مندر اور غزنی میں ایک چھوٹا معبد شامل ہیں' جن میں بدھ اور ہندو بت رکھے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت دونوں مذاہب آپس میں گڈمڈ تھے۔

پہلی مسلمان بادشاہت

ساسانیوں کو ۶۴۲ء میں نہاوند (آج کے ہمدان' ایران کے نزدیک) کے مقام پر مسلمانوں کے ہاتھوں شکست ہوئی اور مسلمان افواج افغانستان کے علاقے میں داخل ہوگئیں لیکن اپنا قبضہ برقرار نہ رکھ سکیں۔ شہری علاقے فتح کرنے کے بعد جونہی مسلمان فوجیں آگے بڑھتیں' پیچھے بغاوت کرکے لوگ فوراً اپنے پرانے عقائد پر آجاتے۔

۹ویں اور ۱۰ویں صدی کے دوران متعدد مقامی مسلمان خاندان اپنی اپنی حکومتیں قائم کرنے میں لگے رہے۔ ان میں سے اولیں خاندانوں میں ایک خراسان کا تحریدی خاندان تھا' جس کی بادشاہت میں بلخ اور ہرات شامل تھے۔ انہوں نے ۸۲۰ء میں عباسیوں سے عملاً خود مختاری حاصل کرلی۔ ۸۶۷-۸۶۹ء میں سیستان کے خاندان صفاریدی نے تحریدیوں سے حکومت چھین لی۔ شمال کے علاقے میں رہنے والے شہزادے جلد ہی سامانیوں کے حلیف بن گئے' جو بخارا میں بیٹھ کر حکومت کررہے تھے۔ ۸۷۲ سے ۹۹۹ء تک بخارا' سمرقند اور بلخ پر سامانیوں کی حکومت کا عہد زریں تھا۔

غزنوی دور حکومت

۱۰ویں صدی کے وسط میں الپتگین نام کے ایک سابق ترک غلام نے غزنا (غزنی) پر قبضہ کرلیا۔ ان کے بعد ایک اور سابق غلام سبکتگین آئے جنہوں نے فتوحات کا دائرہ کابل اور سندھ تک وسیع کرلیا۔ اس کا بیٹا محمود غزنوی جو ۹۹۸ء میں تخت نشین ہوا' ایک عظیم فاتح ثابت ہوا۔ محمود نے پنجاب اور ملتان فتح کرنے کے بعد ہندوستان کے اندر تک حملے جاری رکھے۔ ان کے عہد میں غزنی کا غیر معروف قصبہ عالی شان شہر بن گیا۔

غوری خاندان کی حکومت

محمود کے جانشین رفتہ رفتہ زوال سے دوچار ہوئے بالآخر ۱۱۵۰ء میں حکومت سے محروم ہوگئے اور مرکزی افغانستان کے پہاڑوں میں محصور علاقے غور کے علاؤ الدین حسین نے غزنی پر حملہ کرکے غزنویوں کو ہندوستان بھاگنے پر مجبور کردیا۔ علاؤ الدین کے بھتیجے معزالدین محمد' جو محمد غوری کے نام سے مشہور ہیں پہلی دفعہ ۱۱۷۵ء میں ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ ۱۲۰۶ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے سپہ سالار قطب الدین ایبک دہلی کے تخت پر بیٹھے۔

خوارزم شاہی

محمد غوری کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے بعد غوری سلطنت کے حصے بخرے ہوگئے اور افغانستان پر سلطان علاؤ الدین' خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا۔ (جاری ہے)

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قیام پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے پر
5۔ اکتوبر بروز اتوار' 10 بجے صبح' الحمرا ہال نمبر1 میں خصوصی تقریب منعقد ہوگی

امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

"پاکستان اور اسلام"

کے موضوع پر گزشتہ نصف صدی کے دوران پاکستان میں دینی جماعتوں کی کارکردگی اور نفاذ اسلام کی جانب پیش رفت کی وضاحت فرمائیں گے۔

رفقاء و احباب سے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر پروگرام میں جوق در جوق شرکت کی گزارش ہے

ناظم شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی پاکستان

کیا ہمارے حکمران فہم و تدبر سے عاری ہو چکے ہیں؟

ابھی ۹۲ء کے آپریشن کے زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ نئے آپریشن کی باتیں سامنے آ رہی ہیں

کراچی میں امن و امان کے قیام کا مسئلہ ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے

گیاہ ضعیف' کراچی

کراچی میں امن و امان کا مسئلہ جسد ملی میں ناسور کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں بشریٰ زیدی "کیس" کے نتیجے میں امن و امان کے درہم برہم ہونے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ ختم ہونے کو نہیں آتا۔ ہر حکومت نے اس مسئلہ کو اپنے طور پر حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن نتیجہ ناکامی ہی کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ گزشتہ انتخابات کے نتیجے میں صوبہ سندھ میں مسلم لیگ اور ایم کیو ایم کی مخلوط حکومت قائم ہوئی تو عوامی حلقوں میں یہ توقع پیدا ہوئی کہ شاید اب حالات بہتر ہو جائیں۔ کیونکہ سندھ میں نہ سہی مرکزی سطح پر مسلم لیگ کو عوام کا بھاری مینڈیٹ حاصل ہے اور ایم کیو ایم کو بہرحال عوامی سطح پر کراچی کے امن و امان کے مسئلہ میں ملوث گروہوں میں اہم مقام حاصل ہے۔ دیگر گروہ جنہیں عوامی سطح پر اس معاملے میں ملوث سمجھا جاتا ہے' ان میں ایجنسیاں اور دیگر لسانی گروہ شامل ہیں۔ حکومتیں غیر ملکی ایجنٹوں کو بھی اس معاملے میں ملوث بتاتی ہیں۔ چونکہ ایم کیو ایم کراچی کی واحد پارٹی ہے جسے عوام کا زبردست مینڈیٹ حاصل ہے' لہٰذا عوام کی توقع بے جا بھی نہیں۔ تاہم گزشتہ چھ ماہ کے دوران امن و امان کے مسئلہ میں بدقسمتی سے بہتری کے بجائے ابتری ہی پیدا ہوئی ہے اور روزانہ متعدد ہلاکتوں کی خبریں اخباروں کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے حکمران سیاسی فہم و تدبر سے یکسر عاری ہو چکے ہیں۔ جو سیاسی جماعتیں مسئلہ کی خرابی کی ذمہ داری ایجنسیوں پر ڈالتی ہیں وہ اگر عوامی مینڈیٹ کے باوجود ان ایجنسیوں پر قابو نہیں پا سکتیں تو عوام کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی جماعتوں کو اپنا مینڈیٹ دے کر کتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اگر یہ غلطی بار بار دہرائی جائے تو اسے غلطی نہیں بلکہ حماقت سے تعبیر کیا جانا چاہئے۔

سندھ کی موجودہ حکومت ایم کیو ایم کی حمایت پر چل رہی ہے لیکن وہ بالکل بے بس ہے۔ اس کو ہر دور حکومت میں' جس میں وہ اقتدار میں شامل رہی ہے اپنے بے اختیار ہونے کا شکوہ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اقتدار سے اس کی دلچسپی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ پتہ نہیں وہ کون سی مجبوری ہے جو اسے اقتدار سے چپکنے پر مجبور کئے ہوئے ہے' حالانکہ عوام کی خدمت اپوزیشن میں رہ کر بھی کی جا سکتی ہے۔

پاکستان کی ہر وہ سیاسی جماعت جو اقتدار میں رہی ہے' اقتدار سے محرومی کے بعد اپوزیشن کے بینچوں پر بیٹھی ہے اور وہاں رہ کر بھی اس نے پاکستان کی سیاست میں موثر رول ادا کیا ہے۔

اسے مسلم لیگ کی سیاسی بے بصیرتی کہئے یا ایم کیو ایم کی بدقسمتی کہ امن و امان کے مسئلے میں ایم کیو ایم پر اعتماد کا اظہار نہیں کیا جاتا اور امن و امان کے سلسلے میں بلائے گئے کسی بھی سطح کے اجلاس میں اسے شامل نہیں کیا جاتا۔ غور کا مقام ہے کہ ایم کیو ایم کراچی کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور حکومت میں اس کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر وہ مسلم لیگ سے تعاون کو ختم کر دے تو موجودہ حکومت ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔ اس کے برعکس حکومت کا ایجنسیوں کی رپورٹوں پر انحصار کرنا اور امن و امان کے مسئلے سے ایم کیو ایم کو دور رکھنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عوامی سطح پر حکومت کی پوزیشن مشکوک ہو چکی ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ کا اس معاملے میں بیان آیا ہے کہ امن و امان کا قیام حکومت کی ذمہ داری ہے' ایم کیو ایم کی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حد تک تو ان کا بیان درست ہے کہ امن و امان کا قیام حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن وہ کیوں بھولتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ ذمہ داری حکومت سندھ کی ہے اور ایم کیو ایم اس حکومت کی سینئر پارٹنر ہے۔ لہٰذا اسے نظر انداز کرنا کسی طرح درست نہیں۔

وزیر داخلہ کے اس بیان کے جواب میں ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینر سینیٹر آفتاب احمد شیخ نے مطالبہ کیا ہے کہ سندھ میں امن و امان کے قیام کے نام پر کئے جانے والے اقدامات اور فیصلوں میں سندھ کی دوسری بڑی منتخب جماعت اور حکومت کی حلیف پارٹی کو بھی اعتماد میں لیا جائے اور اس سلسلے میں ہونے والے اجلاس میں ایم کیو ایم کو بھی بھرپور نمائندگی دی جائے بصورت دیگر اس ضمن میں کئے جانے والے اقدامات کے بارے میں شکوک و شبہات کا جنم لینا فطری امر ہے۔ اس حد تک تو ان کا بیان حق بجانب ہے البتہ اس کا اگلا حصہ قابل غور ہے کہ "ہم مسلم لیگ سے معاہدے کو توڑنا نہیں چاہتے بلکہ جمہوری اداروں کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں' تاہم اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم بالکل خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے' ہم مختلف سطحوں پر احتجاج کرتے رہیں گے"۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم اسی تنخواہ پر کام کرتے رہیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ ایم کیو ایم کے قائدین کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اسے پوری مہاجر برادری کی حمایت حاصل ہے لیکن اس کے باوجود اگر اس کی قیادت نے گزشتہ دس سال کے عرصہ میں انہیں مصائب کے سوا کچھ نہیں دیا تو اس میں کس کا قصور ہے۔ کیا مہاجر عوام کا' جو بار بار انتخابات میں اسی کو ووٹ دے کر اسے آزمائش میں ڈال رہے ہیں یا خود ان کا اپنا قصور ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ ان سے کہاں کہاں کون کون سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں' جس کی بناء پر وہ اپنے حاصل کردہ مینڈیٹ کا فائدہ اپنے ووٹرز کے حق میں اب تک نہیں اٹھا پائے ہیں۔ دوسری جانب مہاجر برادری کو بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ آخر کب تک اپنے ووٹوں کو اس طرح ضائع کر کے مصائب پر مصائب اٹھاتے رہیں گے۔ ابھی ۱۹۹۲ء کے آپریشن کے زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ دوبارہ آپریشن کی باتیں شروع ہو گئی ہیں اور ایجنسیوں کی خفیہ رپورٹوں کا انکشاف ہونے لگا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

الیس منکم رجل رشید

خلیفہ راشد خامس کا قابل تقلید اقدام

علامہ شبیر بخاری

خلیفہ راشد خامس، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب خلافت سنبھالی تو موجودہ پاکستان کی طرح ملک جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کی بدترین آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اکتناز اور احتکار نے عام لوگوں کی زندگی کو اجیرن کر رکھا تھا۔ انہوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر "توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم" کی روشنی میں غصب شدہ جاگیروں اور املاک کی واپسی کے احکام جاری کردیئے اور حق داروں کو ان کا حق لوٹا دیا۔ ہمارے آج کل کے قائدین کی روش کے خلاف اس احتساب کی ابتدا اپنی ذات اور اپنے خاندان سے کی۔ اہل خاندان سے کہا کہ میں اپنے نام تمام جاگیریں عوام کو واپس کرتا ہوں، تمہیں بھی شرف و دولت کا بہت بڑا حصہ ملا ہے۔ میرا خیال ہے کہ امت کا نصف یا دو تہائی مال تمہارے قبضے میں ہے، یہ تمام و کمال عوام کو لوٹانے کے لئے میں اسے ضبط کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس پر ان کی پھوپھی فاطمہ بنت مروان نے (جن کا وہ احترام کرتے تھے) اعتراض کیا تو انہیں مطمئن کیا کہ وہ دوسروں کو ظلم سے روکنے کے لئے ان کے سامنے کس منہ سے جائے گا اگر اس کا اپنا دامن صاف نہ ہوگا۔ کیا ہمارے ملک کی دو مستحکم سیاسی جماعتیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرح احتساب کا آغاز اپنی ذات سے کریں گی؟ کیا ان میں سے کوئی لیڈر اپنی جائیداد کی ملکی و غیر ملکی تفصیل اور ان ذرائع کی جن سے یہ فراہم ہوئی ہیں، بتانے کی جرات کرے گا؟

محترم جسٹس انوار الحق کی صدارت میں منعقدہ ایک شام ہمدرد میں جب میں نے یہ بات کہی تو شرکاء کی اکثریت نے کہا کہ ایسا تو نہ کبھی ہوا ہے نہ ممکن ہے۔ اسلام خدا اور رسولؐ کے واسطے سے قائم ہونے والی موجودہ چاروں صوبوں اور وفاق میں قائم حکومت کا کوئی فرد، کیا خلیفہ خامس کا یہ چیلنج قبول کرے گا؟

نامے میرے نام

محترم برادر عاکف سعید صاحب، السلام علیکم!

ہفت روزہ "ندائے خلافت" کا مستقل قاری ہونے کے ناطے، میرا رابطہ بالواسطہ تو آپ سے پہلے بھی قائم تھا مگر براہ راست میں پہلی دفعہ آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے فکر اور دینی تحریک سے متاثر ہونے کی وجہ سے ندائے خلافت، میثاق اور حکمت قرآن کا مطالعہ اپنے لئے لازمی سمجھتے ہوئے میں نے یہ تینوں جریدے لگوا رکھے ہیں، البتہ کبھی کبھار اسی میں تعطل بھی آجاتا ہے۔ بہرحال میں تنظیم اسلامی کی فکر سے بے حد متاثر ہوں اور ندائے خلافت کا تو میں تب سے شیدائی ہوں جب یہ کبھی "ندا" ہوا کرتا تھا۔ مرحوم اقتدار احمد کی تحریریں بڑی جاندار ہوتی تھیں۔ ان کے کے انتقال کے بعد ندائے خلافت کی ڈولتی ہوئی کشتی کو آپ کا سہارا کارگر ثابت ہوا۔

ہمارے ہاں بامقصد تحریریں پڑھنے کا رواج نہیں ہے اگر ہر رفیق تنظیم تمام تنظیمی جرائد خریدے تو ان کی اشاعت میں کافی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ ندائے خلافت تنظیم اسلامی کا ترجمان جریدہ ہے لہٰذا ہمارے رفقاء کو اسے احباب میں پھیلانے کے سلسلے بھی میں تعاون کرنا چاہئے۔

ندائے خلافت کو دوبارہ "ہفت روزہ" بنانے کی خوشی ہوئی۔ کچھ تبدیلیاں بھی نظر سے گزریں۔ یہ میگزین ہر لحاظ سے ہمارے لئے دلچسپی کا باعث ہے۔

دعاؤں کا طالب

آپ کا ہم نام، عاکف غنی، فرانس

The New York Times

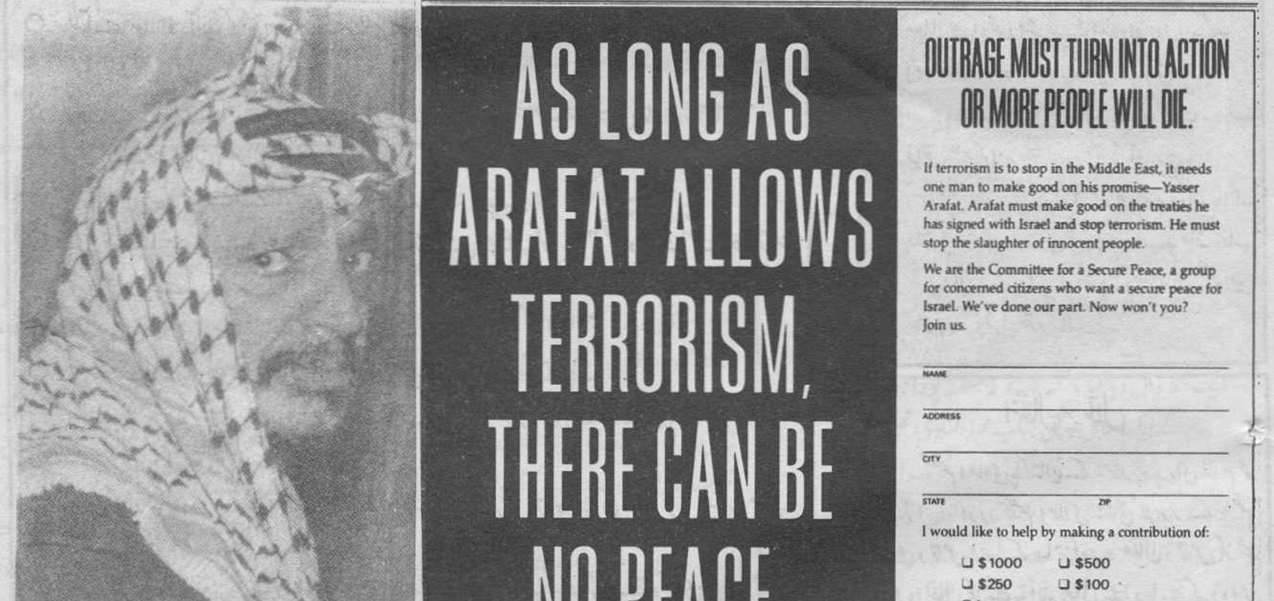

نیویارک ٹائمز میں یہودی لابی کی جانب سے شائع ہونے والے اشتہار کا عکس

جس میں فلسطینیوں کی جانب سے ہونے والی "دہشت گردی" کی روک تھام کے لئے فنڈ جمع کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔ اخبار کے ایک تہائی صفحہ پر محیط زیر نظر اشتہار نیویارک ٹائمز کی ایک ہی دن کی اشاعت میں تین مختلف جگہوں پر شائع کیا گیا جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ مہم کتنے وسیع پیمانے اور کتنے بھرپور انداز میں چلائی جارہی ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی' مزید ایک ماہ جاری رکھنے کا فیصلہ (ایک خبر)

O حکمرانوں کو حاصل بھاری مینڈیٹ بھی عوام کی مشکلات میں اضافے کا باعث بنا ہوا ہے۔

☆ بے نظیر بھٹو کی لانڈھی جیل میں آصف زرداری سے دو گھنٹے کی طویل ملاقات

O اس ملاقات پر پیر پگاڑا ہی تبصرہ کر سکتے ہیں!

☆ خدا کا شکر ہے میری جان گندے کام سے چھوٹ گئی۔ (اشتیاق اظہر)

O لگتا ہے جناب آپ بھی قاضی صاحب کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

☆ صرف چند ماہ انتظار کریں' کرپٹ افراد کا عبرتناک حشر کروں گا۔ (نواز شریف)

O ..... یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

☆ بے نظیر نے اپنے دور حکومت میں قومی حکومت کا فارمولا کیوں نہ اپنایا۔ (غنویٰ بھٹو)

O گویا آپ محترمہ بے نظیر سے یہ کہنا چاہتی ہیں کہ دیگراں را نصیحت' خود میاں فضیحت

☆ نومبر میں حکومت جانے کی باتیں مایوسی پھیلانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ (گورنر پنجاب)

O اس میں کچھ لوگوں کی خوشی کا سامان بھی تو ہے۔

☆ بے نظیر نفسیاتی مریضہ بن چکی ہیں' قاضی حسین احمد نے بے نظیر سے ملاقات کی دعوت مسترد کر دی۔ (ایک خبر)

O ایسی مریضہ کی اگر آپ جیسے "مسیحا" سے ملاقات ہو جائے تو اس میں آخر حرج کی کیا بات ہے۔

☆ عوام نواز شریف اور بے نظیر سے مایوس ہو کر تیسری قوت کی تلاش میں ہیں۔ (مولانا سمیع الحق)

O لگتا ہے مولانا! آپ کو بھی غالباً پروفیسر طاہر القادری اور قاضی حسین کے بعد عمران خان کی طرح کوئی غلط فہمی لاحق ہو گئی ہے۔

☆ لوگوں کو امید کی کرن جماعت اسلامی میں نظر آ رہی ہے۔ (شاہدہ اکرام۔ جماعت کی خاتون رہنما)

O یہ تو "اپنے منہ میاں مٹھو" والی بات ہوئی۔

☆ پگاڑا کی ان پڑھ دلہن نے اے 'بی' سی سیکھنا شروع کر دی۔ (ایک خبر)

O ..... لگتا ہے پیر صاحب نے اپنا مشہور زمانہ جھاڑو کہیں پھینک کر اب "قلم دوات" سے کام نکالنا شروع کر دیا ہے۔

☆ پاکستان میں خواتین کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ (شیخ رشید)

O شیخ صاحب کا یہ بیان خواتین کا دل جیتنے کی کوشش کا مظہر معلوم ہوتا ہے۔

☆ احتساب کمشنر نے نواز شریف اور بے نظیر کے خلاف کارروائی شروع کر دی۔ (ایک خبر)

O گویا دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

☆ بیوی کی رضامندی کے بغیر جنسی تعلق قائم کرنے پر شوہر کو سزا دینے کی سفارش' احمقانہ مطالبہ ہے۔ (ڈاکٹر اسرار احمد)

O ایسا مطالبہ کرنے "والیوں" کو کیا کہا جائیگا؟ ڈاکٹر صاحب یہ بھی وضاحت فرما دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

☆ دوہرے ٹیکس کا نظام دنیا میں کہیں نہیں۔ (سروے رپورٹ)

O پاکستان زندہ باد۔

☆ وزیر اعظم دورہ امریکہ سے پہلے مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیں۔ (مولانا اجمل قادری)

O میاں صاحب! مولانا کی "اسرائیل یاترا" کے بعد اس کے مربی امریکہ کا دورہ بھی کروا ہی دیں' اللہ آپ کا بھلا کرے گا۔

☆ بے نظیر حکومت موجودہ حکومت سے ہزار درجے بہتر ہے۔ (قاضی عبدالقدیر خاموش)

O خاموش صاحب آپ براہ کرم اتنا جھوٹ نہ بولیں کہ یار لوگوں کو بھی "بولنا" ہی پڑ جائے۔

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مرکزی مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ ۱۴، ۱۵ ستمبر ۹۷ء اور مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۷ ستمبر ۹۷ء میں مشورہ کے بعد مندرجہ ذیل انتظامی فیصلے فرمائے ہیں:

☆ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو امیر حلقہ پنجاب شمالی اور امیر حلقہ پنجاب شرقی کی ذمہ داری سے فارغ کر کے انہیں نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان کی ذمہ داری تفویض کر دی گئی ہے۔

☆ ناظم حلقہ پنجاب شمالی [illegible] صاحب آئندہ حلقہ پنجاب شمالی کے جملہ امور کی نگہداشت کے ذمہ دار ہوں گے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی کو تین حلقہ جات میں تقسیم کر دیا گیا ہے:

(۱) [illegible] پنجاب شرقی بالا کہلاتا تھا جناب شاہد اسلم صاحب کو ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن مقرر کیا گیا ہے اور وہ اس حیثیت سے حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے جملہ معاملات کی نگہداشت کے ذمہ دار ہوں گے۔

(۲) حلقہ لاہور: پنجاب شرقی کے ذیلی حلقہ لاہور کو اب ایک الگ حلقہ کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ جناب [illegible] نعیم کو امیر حلقہ لاہور مقرر کیا گیا ہے۔

(۳) ذیلی حلقہ پنجاب شرقی زیریں کو اب ایک الگ حلقہ کی حیثیت دے دی گئی ہے اور اب یہ حلقہ پنجاب شرقی کہلائے گا۔ جناب محمد اشرف ہاشمی صاحب کو امیر حلقہ پنجاب شرقی مقرر کیا گیا ہے۔

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی پاکستان کے معتمد چوہدری غلام محمد کے نواسے اور تنظیم اسلامی جنوبی لاہور کے ناظم' غازی وقاص احمد کے صاحبزادے عفان وقاص گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس بچے کو والدین کے لئے اخروی اجر' رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت میں ذریعہ شفاعت بنائے' جملہ رفقائے تنظیم سے دعا کی درخواست ہے۔

O O

تنظیم اسلامی کراچی کے بزرگ اور قابل احترام رفیق جناب شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کی ہمشیرہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے' انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان کا دو روزہ دورۂ حیدر آباد

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان جناب سید محمد نسیم الدین نے ۳۰'۳۱/ اگست ۹۷ء کو حیدر آباد کا خصوصی دورہ کیا۔ دورہ کا مقصد اسرہ حیدر آباد کے رفقاء سے خصوصی ملاقات اور تربیتی و مشاورتی اجتماع کا انعقاد تھا' تا کہ اسرہ کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جا سکے' رفقاء کے ذہنوں میں اگر کوئی اشکالات ہوں تو ان کو رفع کیا جا سکے اور آئندہ کے لئے رفقاء کو نئے جوش و جذبے سے کام کرنے کے لئے آمادہ کیا جا سکے۔ اس دورہ میں جناب عطاء اللہ (رفیق تنظیم ضلع وسطی نمبر۲) محمد نعیم صاحب (رکن حلقہ) اور راقم الحروف بھی امیر حلقہ کے شریک سفر تھے۔ پروگرام کے مطابق ہم سب مورخہ ۳۰/ اگست ہفتہ کی شام ۵ بجے نقیب اسرہ حیدر آباد جناب عبدالقادر کی رہائش گاہ (جس میں ان کا دفتر بھی ہے) پر پہنچ گئے۔ وہاں پر رفیق تنظیم جناب شیخ محمد حنیف اور نقیب اسرہ نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا۔ امیر حلقہ نے خصوصی طور پر تنظیم کے سابقہ رفیق جناب علی اصغر عباسی کو فون کیا اور اپنی آمد کی اطلاع دی۔ عباسی صاحب کچھ ہی دیر بعد ملاقات کے لئے تشریف لے آئے۔ امیر حلقہ نے نماز مغرب تک ان سے تفصیلی گفتگو کی۔

بعد نماز مغرب امیر حلقہ نے تقریباً ہر رفیق کے گھر جا کر فرداً فرداً ملاقات کی اور انہیں اگلے روز کے پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔ ہم جن علاقوں میں گئے اس میں لطیف آباد' کچا قلعہ اور پکا قلعہ جیسے گنجان آباد علاقے بھی تھے۔ جس جگہ کسی رفیق سے ملاقات نہ ہو سکی وہاں پر ایک خط ڈال دیا گیا تا کہ آنے کا مقصد پورا ہو سکے۔ ہم تنظیم کے ایک سابق رفیق جناب عبدالہادی تھیبو صاحب سے بھی ملاقات کے لئے گئے' جو کہ تحریک اسلامی سے وابستہ ہیں۔ الحمد للہ تمام ملاقاتیں انتہائی مثبت رہیں۔ رفقاء انتہائی گرم جوشی سے ملے اور سب نے اگلے دن آنے کا وعدہ کیا۔ یہ دورہ تقریباً ساڑھے دس بجے رات اختتام کو پہنچا۔

اگلے روز یعنی اتوار کو امیر حلقہ نے اپنی گفتگو میں رفقاء کو حال ہی میں تنظیم سے خارج ہونے والے دو رفقاء یعنی اصغر علی عباسی اور عبدالہادی تھیبو کے اخراج کی اصل وجوہات بیان کیں۔ انہوں نے اصغر علی عباسی صاحب سے گزشتہ روز کی گفتگو کا خلاصہ بھی بیان کیا۔ عبدالہادی تھیبو صاحب کے متعلق انہوں نے کہا کہ اصل میں انقلابی جدوجہد میں یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ بیک وقت دو تنظیموں میں شامل ہوں۔ دو کشتیوں پر پیر رکھنے والا ہمیشہ گرتا ہے۔ آپ کو جس تنظیم کے متعلق انشراح صدر ہو اسی میں یکسوئی سے شامل ہو جائیں۔ عبدالہادی صاحب بیک وقت تنظیم اسلامی اور تحریک اسلامی میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ اسرہ حیدر آباد کے رفقاء کی اکثریت پہنچ چکی تھی لہٰذا امیر حلقہ نے باقاعدہ اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور کہا کہ اس دفعہ وہ خصوصی طور پر رفقاء سے ذاتی ملاقات اور تربیتی و مشاورتی اجتماع کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں ان کی گفتگو پانچ حصوں پر مشتمل ہو گی۔ پہلا حصہ تمہیدی نوعیت کا' دوسرا تنظیمی' تیسرا انفرادی جائزہ' چوتھا حصہ رفقاء کی حالت کا تجزیہ اور آخری حصہ مشاورتی نوعیت کا ہو گا۔

امیر حلقہ نے اپنی گفتگو کے پہلے حصہ میں رفقاء کو سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات سنائیں اور اس کی روشنی میں فرمایا کہ یہ چاروں آیات ۶ چوٹی کی چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اس کو اپنی چوٹی کی صلاحیت یعنی بولنے کی صلاحیت کو اللہ تعالیٰ کے کلام کی تبلیغ کے لئے لگانا چاہئے۔ امیر حلقہ نے مزید کہا کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کی تمیز ودیعت کر دی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہدایت کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ بھی جاری فرمایا تاہم ہمارے پیارے نبیؐ کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور اس کے بعد سے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی جماعت اٹھاتا رہتا ہے جو کہ لوگوں کے سامنے صحیح صحیح دین رکھ سکے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے اس جماعت کو تلاش کریں اور اس میں شامل ہوں۔

گفتگو کے دوسرے حصہ میں امیر حلقہ نے رفقاء سے انتہائی بنیادی سوالات کئے' مثلاً تنظیم میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟ تنظیم کی اساسی دعوت کیا ہے؟ ہم رسولؐ کے رسول ہیں کیا یہ بات درست ہے؟ وغیرہ۔ ان سوالات کی روشنی میں امیر حلقہ نے بہت ساری بنیادی باتیں رفقاء کو ذہن نشین کروائیں۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد اجتماعات میں شرکت' رپورٹس' اعانت' تربیت گاہ اور روزانہ کا ڈیڑھ گھنٹہ دینا لازم ہو جاتا ہے۔ اب سب رفقاء اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ کیا وہ یہ تمام امور سرانجام دے رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اگر اسلامی تحریک سے وابستہ کارکن اپنے عہد کو پورا نہ کریں تو شدید اندیشہ ہے کہ انہیں عام مسلمانوں کی نسبت دوگنا عذاب ہو گا۔ آخر

"یہ تربیت گاہ حصول رضائے الٰہی کے ضمن میں ممد و معاون ہے"

مبتدی تربیت گاہ کے ایک شریک کے تاثرات

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو لاہور میں مورخہ ۷ تا ۱۳ ستمبر ۱۹۹۷ء کو مبتدی رفقاء کے لئے ایک تربیت گاہ کا انعقاد ہوا' جس میں کل بارہ رفقاء شریک ہوئے۔

اس تربیت گاہ میں شرکت سے راقم کو جو فائدہ پہنچا ہے' سوچ اور عمل میں پوری زندگی کے حوالے سے جو تبدیلی رونما ہوئی ہے' اس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ اس کا عملی تجربہ تو اس قسم کی تربیت گاہوں میں شرکت کے بعد ہی ہو سکتا ہے' تاہم اتنا ضرور ہے کہ یہ تربیت گاہ حصول رضائے الٰہی کے ضمن میں زندگی گزارنے کی ابتدائی ضروریات کو کماحقہٗ پورا کرتی تھی' جس سے ناظمین تربیت اور تنظیم اسلامی کے ذمہ دار حضرات کی انتھک محنت اور خلوص کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ تربیت گاہ کا ٹائم ٹیبل اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ رفقاء کا وقت قیمتی بن سکے۔ روزانہ زیر مطالعہ آنے والے موضوعات کو ذہن نشین کرانے کے لئے ایسا سہل اور دلنشین انداز اختیار کیا جاتا کہ شرکاء کی دلچسپی شروع سے آخر تک برقرار رہتی۔ اس دوران شدت سے احساس ہوا کہ علم حقیقی حاصل کرنا اور اس کے لئے دن رات ایک کرنا اگرچہ ہماری ذاتی ذمہ داری ہے لیکن تنظیم اسلامی کے ذمہ داران اور ناظمین تربیت کس طرح جانفشانی سے اس سلسلے میں ہماری معاونت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

اس تربیت گاہ کے شرکاء کو توسیعی مشاورت میں شمولیت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ واضح رہے یہ مشاورت سال میں ایک بار منعقد ہوتی ہے۔ اس توسیعی مشاورت میں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے رفقاء نے تنظیم اور اس کے کارکنوں کو مزید فعال بنانے کے لئے قیمتی آراء دیں' جس سے تربیت گاہ کے شرکاء کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

(تحریر : فرقان دانش خان)

میں امیر حلقہ نے رفقاء کو بتایا کہ دنیا میں لوگ خدمت خلق کے بہت سے کام کرتے ہیں مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اصل خدمت خلق کا کام وہ ہے' جس کی توفیق اللہ نے ہمیں دی ہے۔ دوسروں کا خدمت خلق کا کام تو صرف اس دنیاوی زندگی کے بارے میں ہوتا ہے جبکہ ہماری خدمت خلق تو ہمیشہ ہمیش کی زندگی کے لئے ہے۔

امیر حلقہ نے اپنی گفتگو کے تیسرے حصہ میں موجود ریکارڈ کے مطابق ہر رفیق کی انفرادی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ یہ بات سامنے آئی کہ بیشتر رفقاء نظم کے معاملے میں انتہائی کمزور ہیں۔ اور یہ ہے اصل وجہ حیدر آباد میں تنظیم کے کام کی سست روی کی۔ امیر حلقہ نے اس پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ رفقاء نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا اور اس عزم ظاہر کیا کہ آئندہ یہ کوتاہیاں نہیں ہوں گی۔

وقفہ کے بعد سہ پہر ساڑھے تین بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا۔ امیر حلقہ نے اپنی گفتگو کے چوتھے حصہ کا آغاز کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے انتہائی غور کیا ہے کہ تنظیم کا کام مطلوبہ رفتار سے آگے کیوں نہیں بڑھ رہا ہے' خصوصاً حیدر آباد میں رفقاء کیوں فعال نہیں ہو پا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک تمام کمزوریوں کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر آخرت کا مطلوبہ خوف موجود نہیں ہے۔ آخرت کا تصور وہ جذبہ محرکہ ہے جو اگر کم ہو جائے تو لازماً عمل سست ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کبار صحابہ کی مثالیں دیں کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ نے ان کو جنت کی بشارت دے دی تھی لیکن پھر بھی آخرت کے خوف سے وہ لرزتے رہتے تھے۔ امیر حلقہ نے رفقاء کی توجہ ایفائے عہد' امانت کا اسلام میں تصور اور انفاق فی سبیل اللہ کی طرف بھی مبذول کرائی اور فرمایا کہ اگر واقعی ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ان پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں۔

آخر میں امیر حلقہ نے اپنے خطاب کے پانچویں حصہ میں رفقاء سے مشورے طلب کئے کہ آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل طے کیا جائے؟ انہوں نے رفقاء کو بتایا کہ آپ کے اجتماعات نظام العمل میں درج طریقوں پر نہیں ہو رہے اس کی طرف توجہ دیں۔

امیر حلقہ اپنے ساتھ مظاہرہ کا سامان بھی لے کر گئے تھے۔ انہوں نے مشورہ لیا کہ دستور خلافت مہم کا جو Material باقی ہے اس کو ایک مظاہرہ کے ذریعے لوگوں میں تقسیم کیا جانا چاہئے۔ طے ہو گیا کہ مظاہرہ حیدر آباد کے رفقاء آئندہ اتوار کو کریں گے۔ امیر حلقہ نے وعدہ کیا اور تمام سامان (جس میں ایپرن بھی شامل تھے۔ حیدر آباد کے رفقاء کے حوالے کیا۔

آخر میں امیر حلقہ اور تمام رفقاء نے نہایت رقت بھرے انداز میں اللہ تعالیٰ سے مدد کے لئے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ حقیری کوشش قبول فرمائے اور اس کے نتیجے میں حیدر آباد کے رفقاء میں نیا جوش و جذبہ پیدا فرمائے۔ (آمین) اس کے بعد پروگرام کا اختتام ہوا۔ کراچی واپس پہنچ کر عشاء کی نماز مسجد میں ادا کر کے تمام ساتھی اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ نقیب اسرہ حیدر آباد خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے رہائش اور طعام کے انتظامات میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

نوٹ : اس پروگرام میں نقیب اسرہ حیدر آباد کے علاوہ درج ذیل حیدر آباد کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ (۱) جناب اصغر علی (۲) جناب شیخ محمد حنیف صاحب (۳) نعیم صاحب (۴) جمیل صاحب (۵) عارف صاحب (۶) صلاح الدین (۷) حنیف صاحب (۸) اعجاز صاحب (۹) امیر صاحب (۱۰) فضل صاحب (۱۱) عبدالغفار صاحب (کراچی سے)

مرتب : محمد عمران خان
(معاون امیر حلقہ سندھ و بلوچستان)

نشتر کالونی لاہور میں دعوتی اجتماع

سات رفقاء پر مشتمل دعوتی قافلہ ناظم حلقہ محمد اشرف وصی کی قیادت نشتر کالونی پہنچا۔ مقامی ساتھی رمضان صاحب نے رفقاء کا استقبال کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ۸ بجے ہوا۔ پہلا پروگرام حسب معمول رفقاء کے تعارف پر مبنی تھا۔ پروگرام میں شریک مقامی و دیگر رفقاء کی تعداد ۲۵ تھی۔ مذاکرہ بعنوان فرائض دینی کا جامع تصور جناب مختار احمد خان نے کروایا۔ جناب پروفیسر حافظ خالد محمود خضر نے منہج انقلاب نبوی کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ مذاکرہ سے قبل درس قرآن کا پروگرام ہوا۔ جناب محمد مبشر صاحب نے حدیث قدسی کا مطالعہ کروایا۔ ناظم حلقہ محمد اشرف وصی نے ایمان' توکل اور قناعت کا باہمی تعلق کے موضوع پر خطاب کیا بعد میں تمام رفقاء نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا۔ بعد نماز مغرب ۳ مقامات پر درس قرآن ہوا۔ پہلا درس جناب محمد مبشر نے کالونی سے متصل گاؤں کی جامع مسجد میں سیرت رسولؐ کے موضوع پر دیا۔ دوسرا درس قرآن جامع مسجد الدعوہ والارشاد میں سورہ العصر کے حوالے سے ہوا۔ جب کہ ناظم حلقہ نے مقامی ساتھی کی خواہش پر ان کی رہائش گاہ پر ہمارے معاشرتی و معاشی مسائل کا حل کے موضوع پر درس دیا۔

۷/ ستمبر بروز اتوار بعد نماز فجر حافظ خضر نے سورہ انفطار کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں محمد

KHALID TRADERS
AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS
IMPORTERS—INDENTORS—STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER—SMALL TO SUPER—LARGE

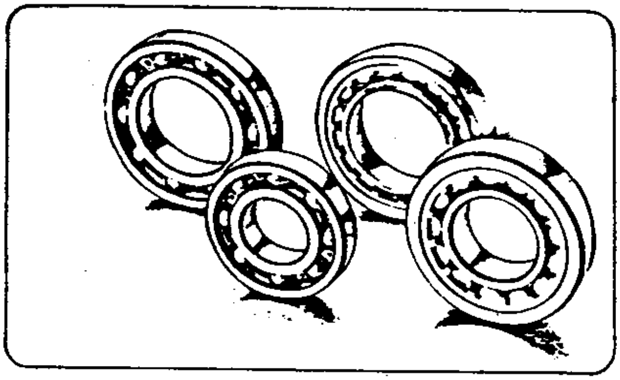

PLEASE CONTACT
TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) — Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : — 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

اشرف وصی نے انفرادی دعوت کے آداب اور طریقہ کار کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ بعد ازاں تمام رفقاء ناظم حلقہ کے ہمراہ ماڈل ٹاؤن آگئے جہاں امیر محترم دورۂ امریکہ کے بارے میں تاثرات کے موضوع پر کے خطاب میں شرکت کی۔ عصر کے بعد تمام رفقاء نے دعوتی گشت کیا اور مغرب کے بعد ہونے والے جلسے کی اطلاع عوام تک پہنچائی۔ نماز مغرب کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ عامر جاوید نے تلاوت کی. جبکہ جناب حافظ خالد محمود نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض ادا کئے۔ جناب پروفیسر فیاض حکیم نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا آج سے ۵۰ سال قبل ہر گلی کوچے میں ایک ہی صدا بلند ہوتی تھی کہ اے اللہ ہمیں ایک خطہ زمین عطا فرمادے' وہاں ہم تیرا دین نافذ کریں گے۔ نوجوانوں نے جانیں دیں' والدین نے اولادیں قربان کیں' ماؤں اور بہنوں نے اپنی عزتیں لٹا دیں۔ لوگوں نے آزاد وطن میں ایک دوسرے کو خوش آمدید کہا اور ایک دوسرے کے لئے قربانیاں دیں مگر ہم نے یہاں دین قائم نہ کیا۔ اگر یہاں اب بھی دین قائم نہ ہوا تو یہ ملک قائم نہیں رہے گا۔ ہم خود وڈیرہ شاہی' سیاست دانوں' جاگیرداروں کو ووٹ دے کر آگے لاتے ہیں' جو اسلام کے نفاذ میں اصل رکاوٹ ہیں۔

ہمارے تمام مسائل کا حل صرف دین کے نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ وڈیرے کہتے ہیں کہ یہ ملک صرف معاشی اور سیاسی مسائل کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کے ذہن میں یہی بات ہو لیکن عام آدمی نے صرف اور صرف کلمہ طیبہ کے نام پر قربانیاں دیں کہ وہ پاکستان میں دین کے مطابق زندگی گزار سکیں گے۔ کوئی بھی باغیرت مسلمان اپنی عزت کی حفاظت کے لئے کوئی بھی قربانی دے سکتا ہے مگر اپنی عزت کی قربانی محض اپنے کاروبار کے لئے نہیں دے سکتا۔

ناظم حلقہ پنجاب شرقی زریں محمد اشرف وصی نے کہا کہ ۵۰ سال گزر گئے اس عرصہ میں ہم نے تمام کام قرآن وسنت سے ہٹ کر کئے' قرآن کو بائی پاس کیا گیا۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ اگر قرآن سے ہٹ کر رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ لازماً ایسے لوگوں کو گمراہ کر دے گا۔ ہمیں اپنا ہر عمل سیرت رسولؐ سے دیکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میرے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں' کافر ہیں' فاسق ہیں۔ مگر ہماری عدالتوں میں اب بھی انگریز کا قانون چلتا ہے۔ ہماری معیشت سودی نظام پر استوار ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر رکھو۔ اللہ کے نبیؐ نے لوگوں کو قرآن کی دعوت دی۔ ان کو اس سے پاک کیا۔ ان کی جماعت بنائی اور پھر ان کی تربیت کی اور پھر باطل کے ساتھ انہیں ٹکرا دیا۔ (رپورٹ : مزمل احسن شیخ)

آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

دولت خوشیاں کیوں نہیں لائی؟ ——— ایک ماہر نفسیاتی معالج مسٹر اولیور جیمز کا دلچسپ تجزیہ

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

کیا اب لوگوں کو زیادہ غم ہیں اور پہلے کم تھے؟ لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ گزشتہ ۵۰ سالوں میں ہم ذہنی طور پر بہت ہی مفلوک الحال ہو چکے ہیں۔ مغربی ممالک میں دولت کی آج جتنی ریل پیل ہے ۵۰ سال پہلے اس کا کسی نے تصور بھی نہیں کیا ہو گا مگر چین اور اطمینان کی دولت تو جیسے عنقا ہو گئی ہے۔ تو آخر کیا وجہ ہے کہ دولت کے آنے سے سکون رخصت ہو گیا ہے؟

اس کا ایک کیمیاوی جواب تو یہ ہے کہ دماغوں میں سیروٹونن (Serotonin) نام کا کیمیکل کم ہو گیا ہے' مگر مسئلہ تو وہی ہے کہ یہ کمی کیوں واقع ہوئی ہے جبکہ لوگوں کو پہلے کی نسبت کہیں زیادہ آسائشیں میسر ہیں؟ اصل میں اس کا ایک دوہرا سبب ہے یعنی جس رفتار سے ہم اپنی ضروریات میں اضافہ کرتے ہیں' مادی ترقی اس کا ساتھ نہیں دے پاتی اور اس کشاکش میں ہمارے وہ رشتے بھی ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں جو جبلی طور پر ہمارے لئے استحکام کا ذریعہ بنتے ہیں۔ چنانچہ بہتر سے بہتر معیار زندگی کے حصول کی تگ و دو میں میاں بیوی' والدین اور اولاد' بڑے بوڑھوں اور ان کے خاندان کے درمیان پائی جانے والی قدرتی محبت اور الفت عدم توجہی کا شکار ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔

مادی ترقی نے ایک طرف خاندانی نظام کی جڑوں پر تیشہ چلایا ہے اور دوسری طرف ہماری مادی خواہشات کو بے لگام کر دیا ہے۔ جنہیں پہلے کھانے کو نہیں ملتا تھا نہ صرف یہ کہ ان کے پاس روپیہ پیسہ اور مال و اسباب آگیا ہے بلکہ دماغ میں یہ خناس بھی سما گیا ہے کہ پر تعیش زندگی تو ہمارا پیدائشی حق ہے' چاہے اسے جیسے بھی حاصل کیا جائے۔ جب خواہشات اتنی ہوں کہ ع ہر خواہش پہ دم نکلے۔ تو اس کا نتیجہ مایوسی' جھنجھلاہٹ یا پھر لوٹ کھسوٹ اور مار دھاڑ ہو گا' کیونکہ کوئی معاشرہ خواہ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو گیا ہو اس ترقی کی کوئی حد ہو گی جبکہ خواہشات کسی حدود و قیود کی پابند نہیں۔

پچاس کی دہائی سے زندگی کے تمام شعبوں میں سماجی تقابل کی انتہائی مضر تصویر کشی دیکھنے میں آئی ہے۔ میڈیا کے ذریعے پرکشش نسوانی چہروں کی نمائش روز کا معمول بن چکا ہے۔ جب عام گھریلو خواتین کو دن میں کئی بار اپنے آپ کو ان چہروں سے تقابل پر مجبور ہونا پڑے گا تو اپنے آپ کو کمتر پا کر ان کی ذہنی کیفیت کیا ہو گی۔

خوبصورت نسوانی چہرے دراصل سرمایہ دارانہ نظام کی اہم ضرورت ہیں' مگر ان کے بے تحاشا استعمال نے لوگوں کو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ مرد اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے مرد سے ہی بیزار نہیں ہونے لگتے' اپنی شکل و صورت کو بھی کوسنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ لوگوں کی یہ بے اطمینانی اور افسردگی جدید سرمایہ داری نظام کے لئے تقویت کا باعث بنتی ہے۔ لوگ جتنے غم زدہ اور محرومیت کا شکار ہوں گے اتنا ہی مادی چیزوں سے غم غلط کرنے کی کوشش کریں گے۔

جدید سرمایہ دارانہ نظام کی یہ ضرورت ہے کہ وہ ترقی کرے اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ مارکیٹ میں لائی جانے والی نئی نئی مصنوعات کے لئے خریدار پیدا ہوتے رہیں۔ لہٰذا زندگی سے "مایوس" "غم زدہ" لوگ نئی نئی چیزیں خرید کر اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش میں اس نظام کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

(ڈان' ۱۸ ستمبر ۱۹۹۷ء)

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل

دستور خلافت کی تکمیل

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶، شمارہ ۳۲
سالانہ زر تعاون - ۱۳۵/- روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی خبریں

مصر: فوجی عدالت سے ۴/ اسلام پسندوں کو سزائے موت

مصر کی فوجی عدالت نے چار مسلم انتہا پسندوں کو سزائے موت دے دی ہے۔ ان پر ۹۵-۱۹۹۴ء کے دوران حملوں کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ سزائے موت پانے والے چاروں افراد ان ۹۷ مسلم انتہا پسندوں میں شامل تھے جن کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمہ زیر سماعت تھا۔ مصر میں مارچ ۹۲ سے مسلم انتہا پسندوں کے خلاف مہم کے نتیجے میں اب تک ۹۱/افراد کو سزائے موت دی گئی ہے، جن میں سے ۵۸ اسلام پسندوں کے لئے سزا پر عمل در آمد کیا گیا۔ (روزنامہ نوائے وقت، ۱۹ ستمبر)

راولپنڈی میں دہشت گردی: ایرانی فضائیہ کے ۵ افسر ہلاک

راولپنڈی میں دہشت گردی کے ایک واقعہ میں نامعلوم مسلح موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے ایرانی فضائیہ کے زیر تربیت ۵ کیڈٹ اور ان کا پاکستانی ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔ چوہڑ چوک میں یہ المناک واقعہ ۱۷ ستمبر کی صبح سوا سات بجے اس وقت پیش آیا جب ایرانی فضائیہ کے زیر تربیت افسروں اور دوسرے افراد کو کامرہ سے لے کر جانے والی وین پر بغیر نمبر موٹر سائیکل سوار دو دہشت گردوں نے فائر کھول دیا جس سے پانچ ایرانی اور ایک پاکستانی ہلاک ہو گیا۔ (روزنامہ پاکستان، ۱۸ ستمبر)

دہشت گردی ختم کرنے کے حکومتی دعوے ناکام ہو گئے
○ قاضی حسین احمد

قاضی حسین احمد نے دہشت گردوں کے ہاتھوں ایرانی فضائیہ کے پانچ افسروں کے قتل پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ اپنے تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کا یہ واقعہ پاکستان اور ایران کے تعلقات پر کاری ضرب لگانے کی گھناؤنی سازش ہے اور اس سے ایرانی قوم کے ساتھ پاکستانی عوام کا اعتماد مجروح ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کے دہشت گردی کے تمام دعوے یکسر ناکام ہو گئے ہیں اور وہ متوازی عدالتی نظام کے ذریعے بھی صورتحال کو کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور تمام دعوے کھوکھلے ثابت ہوئے۔ (روزنامہ پاکستان، ۱۸ ستمبر)

قوم کے خادموں کی "غربت" - ایک ٹکہ انکم ٹیکس جمع نہیں کرایا

صدر مملکت فاروق لغاری، سابق نگران وزیر اعظم بلخ شیر مزاری، سابق گورنر بلوچستان نواب اکبر بگٹی، سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان ذوالفقار مگسی، سابق وزیر اعلیٰ سندھ منظور حسین شاہ، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو، سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، سابق وفاقی وزراء افتخار گیلانی، مختار اعوان، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن، عوامی نیشنل پارٹی کی قائد بیگم نسیم ولی خان، جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد، عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر اسفندیار ولی، پختون خواہ ملی پارٹی کے محمود اچکزئی نے سال ۹۵-۱۹۹۴ء میں ایک پیسہ بھی قومی خزانے کی انکم ٹیکس مد میں جمع نہیں کروایا۔ (خبریں، ۲۱ ستمبر)

بے چینی اور اقتصادی بدحالی سامنے آ رہی ہے، صدر لغاری

صدر فاروق احمد لغاری نے کہا ہے کہ ہم باہمی اختلافات، لاقانونیت، لسانی کشمکش اور محاذ آرائی میں اضافہ کر کے وقت کا ضیاع کر رہے ہیں۔ جس کے نتائج عدم اطمینان، بے چینی، اقتصادی بدحالی اور ہولناک غربت کی صورت میں سامنے آ رہے ہیں جبکہ دوسری جانب دنیا تعمیر و ترقی کی ان راہوں پر گامزن ہے جہاں زندگی کی بنیادی ضروریات کی تمام تر آسائشوں سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ترقی کے نئے راستے تلاش کئے جا رہے ہیں، سرد جنگ کا خاتمہ ہو چکا ہے اور عالمی استحکام کی راہیں تلاش کی جا رہی ہیں۔ صدر مملکت نے اتوار کے روز نیشنل لائبریری میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان لیبارٹری کی جانب سے میٹریل سائنس کے موضوع پر منعقد کئے جانے والے سمپوزیم سے خطاب کرتے ہوئے ترقی یافتہ اور پسماندہ ممالک میں وقت کی افادیت اور رجحان کے تضادات کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو اختلافات اور لسانی کشمکش کے ذریعے تباہ کیا جا رہا ہے۔ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا کہ ترقی اور پسماندگی نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک طرف دنیا ترقی کی بلندیوں کو چھو رہی ہے تو دوسری طرف افلاس اور غربت کی گہرائیوں میں دکھائی دے رہی ہے۔ (روزنامہ پاکستان، ۲۲ ستمبر)

وٹو اور نکئی نے قومی خزانے سے وکیلوں کو ایک کروڑ 23 لاکھ فیس دی

حکومت پنجاب نے ۱۹۹۶ء میں اپنے قانونی ماہرین کو ایک کروڑ ۲۳ لاکھ ۳۲ ہزار روپے بطور فیس ادا کئے۔ ان میں سے بیشتر مقدمات حکومت پنجاب نے ہارے ہیں۔ جن قانونی ماہرین کو رقم ادا کی گئی ان میں اعتزاز احسن، راجہ محمد انور، ایس ایم مسعود، فخرالدین جی ابراہیم، راجہ محمود اختر، شریف الدین پیرزادہ، چودھری فضل حسین، سلیم ملک، ڈاکٹر خالد رانجھا (موجودہ جسٹس لاہور ہائیکورٹ)، ضیاء القمر بھٹی، رانا یعقوب اور محمد اقبال چیمہ شامل ہیں۔ یہ رقوم سابق وزرائے اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو اور سردار عارف نکئی کے احکامات پر وزارت قانون، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے ادا کئے۔ جو رقوم ادا کی گئیں ان میں راجہ محمد انور، اعتزاز احسن، ایس ایم مسعود اور فخرالدین جی ابراہیم کو پرویز الٰہی بنام حکومت پنجاب کیس میں ۳۶ لاکھ ادا کئے گئے جبکہ فخرالدین جی ابراہیم کو کراچی سے لاہور کرایہ کی مد میں ۲۴ ہزار روپیہ اور رہائش کے لئے ۲۸ ہزار الگ ادا کئے گئے۔ عارف نکئی نے اپنی حکومت کی برطرفی کے خلاف دائر درخواست کے مقدمہ میں شریف الدین پیرزادہ اور چودھری فضل حسین ایڈووکیٹ کو ۱۱ لاکھ روپے ادا کئے جبکہ دیگر مقدمات میں عزیز منشی کو ۲ لاکھ ۵۰ ہزار، سلیم ملک کو ۴۰ ہزار، ڈاکٹر خالد رانجھا کو ۴۰ ہزار، ضیاء القمر بھٹی اور اقبال چیمہ کو ایک لاکھ اور رانا یعقوب کو ۵۰ ہزار ادا کئے گئے۔ (روزنامہ خبریں، ۲۳ ستمبر)